U47865 Date 24-12.05

Title – KAISE JIYEIN

Creator – Dayal Faqeer chand Faqeer.

Publisher – Indian Press (Aligarh).

Date – 1935

Pages – 97.

Subjects – Akhlaqiyaat ; Falsafa Akhlaq – Hindustan .

R.S.

کلی کیول اِک نام ادھارا   شُرتی سمرتی سنت مت سارا
نام رہے چوتھے پد ماہیں   یہ ڈھونڈیں نِرلوکی ماہیں

سُکھ اور شانتی، خوشی اور خوشحالی، آنند اور فارغ البالی کا جیون گذارنے کے لئے سچا مارگ دکھانے والی اور انسان کو صحیح معنوں میں انسان بنانے والی واحد انبھو پورن پستک ۔۔۔

مانو دھرم پرکاش

عرف

کیسے جئیں؟ How to live

تصنیف لطیف۔ پرم سنت دیال پنڈت فقیر چند جی مہاراج فقیر
۱۸ ریلوے منڈی، ہوشیارپور، پنجاب

واہب۔ لالہ چرنجی لال جنرل مرچنٹ ڈاکخانہ بہم ضلع روہتک، پنجاب
پبلشر۔ شری منشی لال جی گوئل آنریری مجسٹریٹ دیال کمپاؤنڈ بیچ جاما جی
واٹر ورکس روڈ۔ نزد بجلی گھر، علی گڑھ شہر (یو۔ پی)

دردِ دل، پاسِ وفا، جذبۂ ایماں ہونا
آدمیت ہے یہی اور یہی اِنساں ہونا

باہتمام بابو لاڈلی موہن صاحب مالک
انڈین پریس محلہ کھائی ڈورہ علی گڑھ میں چھپی

بار اوّل تعداد ۵۰۰   اگست ۱۹۵۴ء   قیمت عہ ڈیڑھ روپیہ

داتا دیال کا کلام

ہم تم سب دراصل موکش و سُکھ کے خواہش مند رہتے ہیں، موکش اور سُکھ دو چیزیں نہیں ہیں۔ مرادف و ہم معنی لفظ ہیں، اور یہی اپنا سروپ ہے۔ اسی کے جاننے سمجھنے، حاصل کرنے کی سب کے دل میں چاہ رہتی ہے اور جب یہ مل جاتا ہے پھر کچھ کرنا دھرنا نہیں رہتا۔ یہ تلاشِ یار کا مضمون ہے ؎

عدم سے جانبِ ہستی تلاشِ یار میں آئے
ہوائے گُل میں ہم اِس وادیٔ پُرخار میں آئے

یہ سنسار سچ مچ ایسا ہی ہے۔ اور ایسا ہی رہے گا۔ شانتی و سکون صرف انسان کے دِل میں ہے۔ جب تک من کی تربیت معقول طور پر نہیں ہوتی شانتی حاصل نہیں ہوتی۔ دل کی کرہیت ہٹلا دینی ہے۔ پھر بدھی کو لطیف بنانا ہے۔ جب بُدھی نِرمل ہو جاتی ہے۔ تب شانتی ملتی ہے۔ اور شانتی سے سُکھ کی پراپتی ہوتی ہے۔ سب سے پہلے دِل پر قبضہ کرو ؎

دِل اگر ہے ہاتھ میں دِلدار دِلبر ساتھ ہیں
دِل نہ ہو جب ہاتھ میں کیا ہاتھ آئے ہاتھ میں

اُس کو میرے تیرے پنے اور جھوٹے تعلقات سے آزاد کر دو تاکہ جو خیالات کی لہریں دِل میں اُٹھا کرتی ہیں وہ ٹھہر جائیں۔ جب تک جھیل کے پانی میں تموج کی حالت رہے گی اُس میں نہ عکس ٹھیک ٹھیک صورت میں دکھائی دیں گے نہ اندر کی اصلیت کا پتہ ملے گا۔ جب من ٹھہر جائے گا چِت کی وِرتی کے نِرمل ہوتے ہی بُدھی نِرمل ہو گی۔ بُدھی کے نِرمل ہو جانے سے شانتی ملے گی اور یہ شانتی ہی سُکھ ہے۔ اور آتما کا روپ ہے جس کی کرشٹی میں پربل اچھپا ہے (بقیہ صفحہ ۹۷ پر)

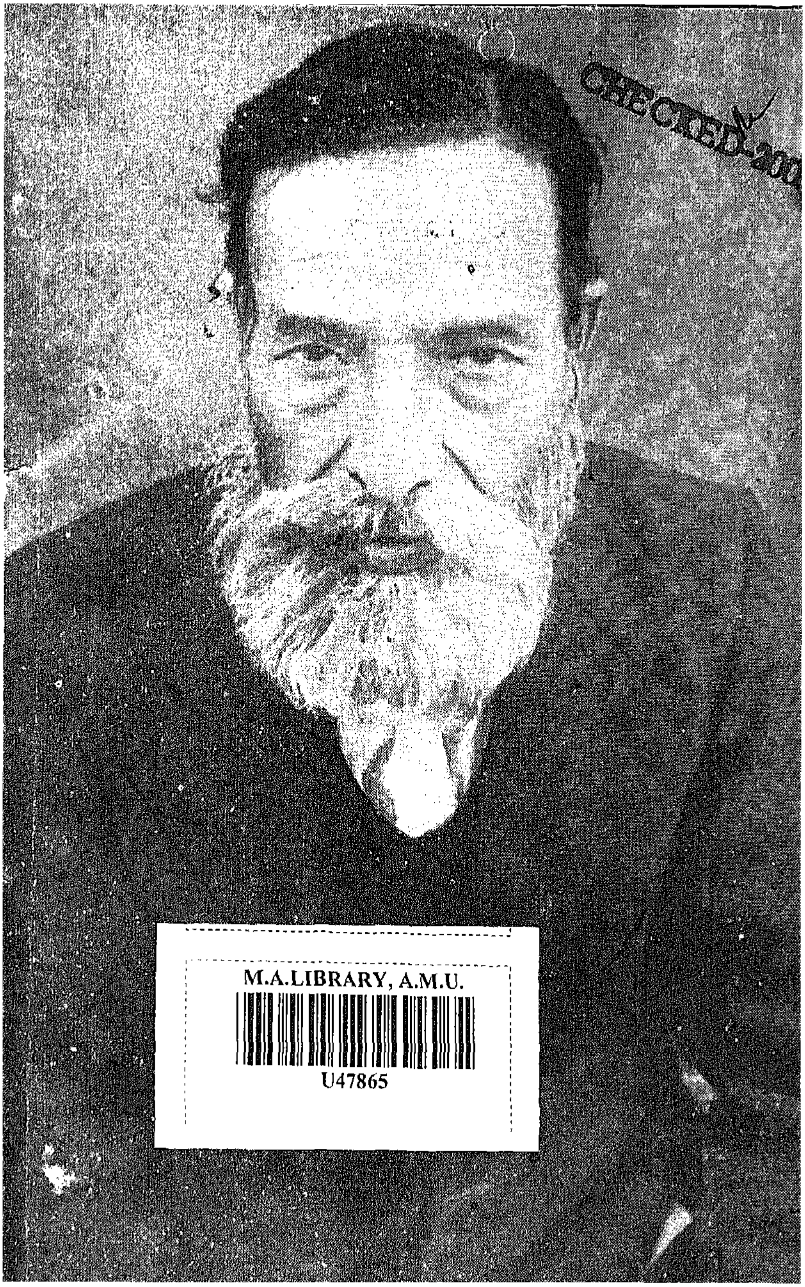

CHECKED-20

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U47865

R.S.
۴۷۸۶۵
۱۸۱۳۴
ق ۲۷۳ د

دیباچہ

(کتاب لکھنے کی وجہ)

سری پت رام جی گرگ لکھنؤ والے مجھ سے کارخانہ میں ملے۔ اُن کی لڑکی بھی ساتھ تھی۔ پیشتر ازیں سری منشی لال گوئل نے ایک بار کہا تھا، کہ اُنھوں نے منشیہ بنو رسالہ میں مالی امداد دی ہے، اُن سے مل کر خوش ہوا، فرصت نہ تھی۔ کچھ دیر بات چیت کے بعد وہ چلے گئے۔ آج میرے دل میں خیال آیا...... اے دیوانے تُو نے جو کام کیا ہے، اور سری پت رام جی گرگ جیسے سجن پُرش جس میں امداد دے رہے ہیں، کیا اس سے کوئی فائدہ کبھی ہے۔ یا آئیندہ کوئی فائدہ ہوگا۔ یا محض ایک لاحاصل زحمت سر لے رکھی ہے۔ اس خیال کے آتے ہی میں انتر دھیان ہو گیا۔ قریباً ایک گھنٹہ تک کسی حالت یا انبھو میں رہا۔ جب ہوش آیا تو یہ خیالات دل میں گذرے جن کا مفہوم نیچے درج کرتا ہوں۔

اِس سنسار کے دُکھی پرانیوں کے خارجی اثرات نے مہاتما بدھ کو مجبور کیا اور اُنھوں نے اپنے انتر میں جا کر خاص انبھو پراپت کیا۔ اُس کا اظہار اُس وقت کے حالات اور ماحول کے مطابق کرتے ہوئے اُنھوں نے تین اصول یا سدھانت بنائے اور بدھ مت کی بنیاد رکھی۔

بدھم شرنم گچھامی۔ سنگھم شرنم گچھامی۔ دھرمم شرنم گچھامی۔

اُن کی تعلیم نے اشوک کے زمانہ میں عالمگیر شکل اختیار کی۔ مہاراجہ اشوک کے دل پر گوتم بدھ کی تعلیم کے سنسکار تھے۔

۳۔ شری لوکمانیہ تلک جی مہاراج کے دل میں آزادی کا خیال پیدا ہوا۔ اور اُسی خیال نے مہاتما گاندھی کے ذریعہ ہندوستان کو آزاد کرایا۔ اسی طرح اس کلجگ میں انسانی تکالیف کے زیرِ اثر سنت کبیر کا ظہور ہوا۔ اور اُنہوں نے نام کی مہما کے سہارے ہندوؤں، مسلمانوں اور دیگر تمام مذہب والوں کے لئے ایک مشترکہ سندیسہ دیا کہ حقیقت اور اصلیت کیا ہے۔ اُن کے بعد جس قدر بھی گورومت کی شاخیں پیدا ہوئیں سب کے اندر دانستہ یا نادانستہ اُن ہی کی روح کام کرتی رہی۔ موجودہ زمانہ میں یا کلجگ میں نام کی مہما ہے۔

کلی کیول اِک نام ادھارا   سُمرِی سُمرِتی سنت مت سارا۔   تلسی داس جی

آخر میں پُرش رادھاسوامی دیال نے نام کی مہما ورنن کرتے ہوئے بہ آوازِ بلند فرمایا

نام رہے چوتھے پد ماہیں   یہ ڈھونڈھیں ترلوکی ماہیں

اس چوتھے پد کی تشریحی وضاحت اس کتاب میں موجود ہے۔ اس کے بعد دیال مہرشی شیوبرت لال جی نے سنت مت کی تمام شاخوں اور مذاہب کی بنیادی تعلیم میں اسی سچائی کو دکھلاتے ہوئے عوام کو آزاد خیالی اور مرنجان مرنج کے اُصول کی طرف لے جانے کی سعی کی۔ مجھے ان تمام بزرگوں کی تعلیم کو موجودہ زمانے کے ماحول کے مطابق ایک ایسے ڈھنگ سے ظاہر کرنے کا کام دیا گیا تھا جس میں کسی مذہب، ملّت یا پنتھ اور سمپردا کا کوئی بکھیڑا نہ رہے۔ بلکہ اُس اُصول کو واضح کرنا تھا جس کا عامل ہوتے ہوئے ہر انسان خواہ وہ ہندو ہو یا

مسلمان۔ سکھ ہو یا عیسائی یا کوئی اور۔ اپنے لوک اور پرلوک کو بہتر بنا کر سکھ اور شانتی کو حاصل کر سکتا ہے۔ اور اپنے عملی جیون سے دوسروں کا مددگار ہو سکتا ہے۔ اسی اصول کی وضاحت میں نے اس مانو دھرم پرکاش نامی کتاب میں کی ہے۔ میں نے بار بار کہا ہے کہ مجھے کوئی دعویٰ نہیں ہے۔ ہاں جو میں نے سمجھا ہے اُس کا اظہار سچائی کے ساتھ کر دیا ہے۔ جس طرح اوپر کی دو مثالیں شاہد ہیں۔ کہ جس نیت سے کام کیا جاتا ہے۔ اُس کا نتیجہ لازمی ہوتا ہے۔ بشرطیکہ نیت میں سچائی ہو۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ خیال بھی ضرور عالمگیر ہو کر رہے گا۔ اور وقت آنے پر بنی نوع انسان کی دینی اور دنیاوی زندگی میں مددگار ہوگا اور سنتوں اور فقیروں کی نیت بھی یہی تھی۔

نانک تیرے بھاؤنے سروت کا بھلا

اس لئے جن سجنوں نے اس شبھ کاریہ میں کسی طرح کی بھی امداد دی ہے یا دے رہے ہیں یا آئندہ دینگے میرا وشواس ہے اُن کا یہ کرم اُن کے اپنے اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے ضرور فائدہ مند ہوگا اس یقین یا وشواس کی وجہ سے میں اپنے کام کو برحق سمجھتا ہوں۔ میری نیت صاف ہے۔ ارادہ نیک اور ذاتی مفاد سے بالاتر ہے۔ میں سچ کہتا ہوں۔ میرا کوئی ذاتی تعلق یا غرض انسان بنو کی تحریک سے نہیں ہے۔ جو سمجھ میں آیا ظاہر کر دیا۔ جو اسے ٹھیک سمجھتے ہیں عمل کریں جو نہیں سمجھتے نہ کریں ؎

میرا مجھ میں کچھ نہیں جو کچھ ہے سو تور
تیرا تجھ کو سونپتے کیا لاگے گا مور

ہاں اپنے ذاتی انبھو کی بنا پر میں یہ بات زوردار الفاظ میں کہونگا کہ جو انبھو یا تجربہ میں نے اپنے جیون میں پراپت کیا ہے۔ اور جس کا اظہار اس مانو دھرم پرکاش نامی کتاب میں مختصر طریقہ سے کر رہا ہوں۔ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ ایسا نہیں ہے جس پر عمل پیرا ہو کر انسان اپنے انفرادی۔ گھریلو۔ سوشل۔ پولیٹیکل۔ مانسک یا آتمک جیون کو بہتر اور خوشتر بنا سکے۔ اس لئے میں اس مختصر تحریر کو بنی نوع انسان بالخصوص موجودہ اور آئندہ آنے والے لیڈروں کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

آپ کا اپنا آپ

ذات کی انش (دیال) فقیر

پیش کرتا ہوں اسے میں لیڈروں کی شان میں
تا کہ سچی باتیں اس کی آئیں اُن کے دھیان میں
باتیں وہ کہتا ہوں جن کا خود تجربہ کر لیا
وہ کسوٹی پر کسیں خود لائیں پھر ایمان میں
خود بنیں انسان، جئیں، جینے دیں اوروں کو بھی
خوبیاں اُن پر ہوں ظاہر، جو چھپی اِنسان میں
نام اِس کا ہے عزیزو مذہب اِنسانیت
لب پہ آئی ہے صدا گونجی جو میرے کان میں

اظہار خیال

آپ لوگوں کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے انھیں لکھتا ہوں۔ پہلی بات سمرن دھیان اور بھجن کی ہے جس پہ عمل پیرا ہو کر میں نے جیون گذارا ہے سُنو!

سوچ اور سوچنے والا کہاں رہتے ہیں   دونوں کا ہی دل مخزن یہ وہاں رہتے ہیں
من اپنی ہستی نہیں رکھتا ہی دائمی سمجھ آئی یہ   جب تک ہی یہ سوچ وچار بھی رہتے ہیں
ہستی کے تموّج میں بنتے ہیں ہزاروں بلبلے   ہر بلبلے میں سوچ اور وچار رہتے ہیں
جب تک بلبلہ موجود ہی تخیّل میں سدا   ٹوٹ کر یہ سارے ذات میں گم ہوتے ہیں

اس لئے جب تک زندگی کا بلبلہ موجود ہے یہ اپنا کام کرنے کے لئے مجبور ہے کس میں طاقت ہے جو اس کے کام کو روک سکے۔ البتہ اس کے کام کو Harmonise and Regularise رکھنے کیلئے سمرن دھیان اور بھجن کی تعلیم کا اہتمام ہے۔ اور اس تعلیم کا ہی دوسرا نام گورُومت ہے۔ اگر انسان کسی کامل یا محرم راز کا آسرا لے۔ تو وہ اس بلبلے کے کام کو بہتر اور خوشتر بنا سکتا ہے اس لئے سنسار میں ایشور۔ پرمیشور برہمہ۔ پرماتما جس کے تموّج سے یہ بلبلہ بنا ہے۔ ان سب سے بڑھ کر گورُو کی مہما ہے جس کی بدولت یہ بلبلہ اپنے کھیل کو خوشی سے کھیلتا ہوا ذات میں واصل ہو جاتا ہے۔

آوے جاوے سو مایا سادھو ہین ہونا تج بچایا

پرارتھنا وید درگاہ ۔ مالکِ کُل (ذات)

ہے جینے کے ساتھ میں احساس جب تک موجود ہے
کیسے مُنکر ہو سکتا ہوں میں کہ نہیں میرا وجود ہے
جب سے ہوش آیا لگا تیری طرف تھا دھیان اپنا
دیکھنا چاہتا تھا۔ ملنا چاہتا تھا یہ تھا جذبہ اپنا
جذبہ نے یقین دلایا کہ تُو آیا میرے لیئے دھر کے دیال
پریم کیا۔ لطف لیا نچھاور کیا سب تن من مال
آپ نے جیسا گرتھا وبسایا تم نے کھیلائے پیارے اکال
ارپن کرتا ہوں خود کو تیرے اے میرے پیارے دیال

نہ روپ نہ رنگ نہ ریکھا کوئی دیکھ سکا ہیں تیری
حالت ہے تُو اے سوامی بس اِک زندگی کی میری
کبیر نانک ۔ رادھاسوامی و دیگر سنتوں اور عاشقوں نے
ہزاروں صفتیں گڑھ گڑھ کی تھی حمد و ثنا تیری
مُجھے بھی چاہ تھی دیکھوں تمہیں کہوں صفت و ثنا تیری
پر جب رُوبرو ہوا دیکھا نہیں ہے باقی ہستی میری
مُرشد بن کے تو نے جو خیال دیا نبھایا اس کو جتنا نبھا
وہی جتایا۔ بتایا اور سمجھایا جو سمجھ سکی بُدھی میری

بھینٹ کرتا ہوں سچے ہردے سے لے چرنوں میں ہستی میری
اپنے چرنوں میں لگا لو یہی ہے اے مالک تمنا میری

(دیال) فقیر

حضور داتا دیال شیوبرت لال جی مہاراج کے چرن کنول میں بھینٹ

تری دیا سے نشچے ہوا تو غیر نہیں میں غیر نہیں　　تو میں ہوا میں تو ہوا تو غیر نہیں میں غیر نہیں
زندگی کے کھیل میں پہلوئے ادب کا ہی دستور　　ورنہ حقیقت یہی ہے تو غیر نہیں میں غیر نہیں
ذات تیری میں میں نے تج آپا کو لا کر کے　　یہ سمجھ لیا ہے اے داتا تو غیر نہیں میں غیر نہیں
کب تک کھیل کھلانا ہے یا کب تک ہے کرم کا چکر　　سمجھ گیا موج کی رچنا ہے تو غیر نہیں میں غیر نہیں

آپ نے سنسکار دیا تھا کہ چولہ چھوڑنے سے پہلے تعلیم کو نئے ڈھنگ سے ظاہر کر دینا سو کر دیا ہے

نہیں معلوم میں نے ٹھیک کیا یا غلط کیا　　باہوشی کی حالت میں جو کرایا موج نے کر دیا
اگر ہے ٹھیک تو بھی واہ واہ نہیں ہے تو بھی واہ واہ
میں ہر حالت میں خوش ہوں نہیں کچھ اپنا ہے یہاں
کبھی جذبہ تھا کہتا تھا لگا لو اپنے چرنوں میں
ہوا معلوم اب مجھ کو سدا رہتا ہوں چرنوں میں
یہ عالم تیرا گھر ہے اور کل انسان ہیں تیرے بچے　　تو ان میں آپ رہتا ہے ہوا ہے مجھ کو اب نشچے

خوشی ہی کام تیرا جو تیری ہی ارپن کرتا ہوں   نہ پھل کی کوئی خواہش ہے سو تیرا ہو کے رہتا ہوں
موج سے جو ہوتا ہے وہ اوشیہ ہو کے رہتا ہے   تیرے ہی آسرے پر میں سدا اب رہ کے جیتا ہوں

(دیال) فقیر

حضور معلّٰے و مقدّس رائے سالگرام صاحب کی پوتر یاد میں

جذبۂ عشق بڑھا تھا کی تھی پکار   رام کے ملنے کی تمنّا کا تھا ابھار
خواب تھا زندگی کا لایا وہ دولت پر   وہاں سے آپ کے درشن کا ملا تھا خیال
داتا نے سابچن نظم نثر کی تھی حوالے   زندگی بھر تیرے بچن کو پڑھے اور سنبھالے
داتا نے آپ کے نام کیلئے اپنا جیون برباد کیا   میں سوچا کرتا تھا وہ راز کیا جو آپ نے دیا
لب کھول کر بند کئے یہ راز تھا بتایا
یہ کہا کرتے تھے مجھے جو انہوں نے آپ سے پایا

لب کے کھلنے پہ ہے دن اور بند کرنے میں ہے شب
ساتھ ہی   نقشۂ ازل و ابد ان سے نمایاں ہو گیا

آپ کا ارشاد تھا پھیلے گی تعلیم یہ سنسار میں   پر کیا تھی وہ تعلیم نہیں آتی تھی وچار میں
عمر ساری ضبط میں گذاری اے پیروں کے پیر   جو سمجھا ظاہر کر دیا کرتا ہوں بن کر فقیر
آرزو ہے سنت مت کی ساری شاخیں ایک ہوں   ست سنگی ہل مل کے رہیں اور دل کے نیک ہوں

(دیال) فقیر

حضور بابا ساونے شاہ (بابا ساون سنگھ) کی خدمت میں التماس

داتا نے کام دیا تھا ہو گیا تھا ڈھل مل یقیں   مجبور ہو تیرے در پہ گیا تھا ہو بالیقیں
آپ نے فرمایا بے خوف ہو کر کام کر اے مرد فقیر   کام اپنا بھینٹ تیری کرتا ہوں میں بالیقیں

آرزو ہے سمجھیں تیرے پیرو کار راز حقیقت کو   آپس میں بھائی بن کے رہیں چھوڑ دیں لی نفرت کو
پھولے پھلے سنت من خوشی سے بسے سنسار یہ   اسی نیت سے کام کرتا ہوں فقط غرض ہے یہ

(دیال) فقیر

شری گورو نانک دیو اکال مورت کے چرن کمل میں

داتا دیال نے مجھے دیا تھا یہ خیال   کہ آپ تھے اوتار اور تھے پرش اکال
کھوج کی نتیجہ کی یا دل کی سمجھ آئی یہ بات   کہ مقصد زندگی ہے انساں رہے نربھو نرویر اور اکال
نام کی مہانتی کبھی سمجھا ہے اسی کا کمال   نام میں برکت ہے اور نام میں رہتا ہے دیال
جب سمجھ لیا سچ انہوں نے کیا ہے اسکو ظاہر   روح جگ بھیانک بنا چھوڑ کر بیٹھا رتھ کا ہی آہا
بھینٹ کرتا ہوں تیرے نام لیواؤں کو سچے دل سے   چاہتا رہتا ہوں منشیہ جاتی ہو جاوے نہال
تو اکال ہے دیال ہے بھول چوک بخشنا میری   موہ میں رہ گیا کرم ہے نہیں کوئی ذاتی خیال
داس فقیر کر جوڑ کر بنتی کرے اے نانک پیر   رہبر ہو سنسار کی کر آپ ہو دیال

(دیال) فقیر

پرارتھنا شری ست کبیر صاحب کے چرن کمل میں

داتا نے آپ کی ذات کو مانا تھا کبیر   فقیروں کے فقیر تھے اور پیروں کے پیر
کلجگ میں پرگٹ ہو کر دیا تھا سندیسہ ایک   نام ترا سنسار میں دھارو اُس کی ٹیک
جو سمجھا میں نے کہا سچ انہوں کے انوسار   بھول بھرم میں جگ پھنسا سمجھے نہیں سار اسار
تابیں دکھی ہیں ہم سمجھ سکے نہ تیرے بین   بنا سمجھے بچن کے نہیں پاتا نر ہے چین
بھینٹ تمہاری کر رہا ہوں اپنا خیال اور کلام   قبول اس کو کیجیے جو لایا ہے داس فقیر

(دیال) فقیر

پہلا باب

مٹ گئی سب بھرم سچ دل میں اُجالا ہو گیا　　زندگی کو کھیل سمجھا اور انھوں کا بول بالا ہو گیا
تھی خواہش دل میں بتا جاؤں گا اس بھید کو　　جسکو سمجھنے کیلئے یہ فقیر تھا باولا ہو گیا
غرض نہیں مطلب نہیں بے خواہشی کی حالت ایسی　　لوگوں کی زندگی بنے بس اب یہ شغل میرا ہو گیا

جو برادران، بزرگ۔ اور لیڈران سچے ہردے سے انسانی زندگی کی اصلاح کے خواہش مند ہیں اُن کو میں پوجیہ مانتا ہوا کچھ کہنا چاہتا ہوں مگر کہنے سے پہلے ؎

ہاتھ جوڑ نوائے مستک سب سے مانگتا ہوں کشما
جو کچھ ہے موج لکھا رہی وہ ہے میرے جیون کا تجربہ
بن بلائے مہمان کی نہیں ہوتی ہے کوئی بھی عزت
مگر عزت اور مان کے درجہ سے ہی قدرت نے بری کر دیا
درد دے کر دیال بنا کر مجبور کر کے کوئی ہے لکھا رہا
اپنے بس کی کوئی بات نہیں بس سمجھ لو میں دیوانہ ہوا

درد دل کے واسطے پیدا ہوا ہوں میں یہاں
سچے دل سے اس لئے ہمدردِ انساں ہو گیا

دنیا کے دُکھی انسان کیا چاہتے ہیں؟ ہر آدمی بتا سکیگا۔ دولت، عزت، مان، بڑائی، امن، شانتی آگے بڑھ کر بھگتی۔ گیان اور وصال ذات کی تمنا رکھتے ہیں۔ اور ان کی پراپتی کے لئے ہم کیا کرتے ہیں ؎

کوئی کرم اُپائے پر زور دیتا کوئی کرتا ہے بندنا
کوئی چھل کپٹ چترائی سے مطلب ہے نکالتا
کوئی ایمانداری اور سچائی کے پہلو کو اپناتا ہے
چلتا صراط مستقیم پر اور پھل کو اسکے کھاتا ہے
کوئی مندر اور مسجد میں جا کر کرتا ہے پوجا اور بندگی
کوئی کسی مرشد کے در پر مستک جا کے ٹکاتا ہے

سارے کرم کیئے ہیں میں نے اور تجربہ اپنایا ہے
ساری عمر اسی خبط میں گذاری لکھدو جو سمجھ میں آیا ہے

اپنی زندگی کے تجربہ کے اظہار کے لیئے میں نے متعدد کتب ہدایت نامہ بادہ باسنہ - آواگون - وشو شانتی - [illegible] - نشیہ بنو - افشائے راز وغیرہ لکھیں۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ جو کچھ بھی کسی انسان کو ملتا ہے۔ وہ اس کے اپنے کرم کا پھل ہوتا ہے۔ میں کرم کا مطلب خواہشات۔ خیالات اور سنکلپ لیتا ہوں۔ اسی بات کو پراچین کال میں رشیوں۔ منیوں اور مہا پرشوں نے سمجھایا ہے جس کی تصدیق پراچین کتب وید وغیرہ دیگر کتب اور گرنتھوں سے ہوتی ہے۔ انہوں نے مختلف تجاویز یا سادھن بتلائے ہیں لیکن من کی چنچلتا کے کارن انسان اُن پر عمل پیرا ہونے میں دِقت محسوس کرتا ہے اور جو عمل کے خواہش مند کوشش کرتے بھی ہیں تو راستہ (Process) دقیق اور لمبا ہونے کی وجہ سے کامیابی کا فقدان نظر آتا ہے۔ اس لئے آج کے زمانے میں۔ کلجگ میں اگر کوئی کامیابی کا سہل نسخہ ہے تو وہ کیول نام ہے۔

کلی کیول اِک نام آدھارا   سُرتی سُمرتی سنت مت سارا
مگر یاد رکھو:۔   نام رہے ستگورو آدھینا

نام میں تین باتوں کا شمول ہے (۱) سُمرن (۲) دھیان (۳) بھجن۔ اسی کو عمل ثلاثہ بھی کہتے ہیں۔ سُمرن کے معنی ہیں یاد کرنا۔ دھیان کا مطلب ہے تصوّر اور بھجن کہتے ہیں محویت پیدا کرنے کو۔ مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ خواہش مند انسان کسی کامل انسان یا محرمِ راز کے ست سنگ اور ہدایت کے مطابق عمل کرے۔ ورنہ کامیابی مُحال ہے۔

گایتری کے پرانا یام منتر میں سات مقامات کا ذکر ہے۔ اُنکی مطابقت سنتوں کے مقامات سے اس طرح کی جا سکتی ہے:۔

اوم بھو بھوہ سوہ (سہنس دل کنول)۔ مہہ (ترکٹی)۔
جنہہ (سن مہاسن)۔ تپہ (بھنور گپھا)۔
ستیم (ست لوک)۔

یاد رکھئے میں عالم نہیں ہوں۔ ذاتی تجربات کی بنا پر صرف مفہوم کی وضاحت کر رہا ہوں۔

(۱) سہنس دل کنول۔ یہ رچنا میں باہر بھی ہے۔ اور تمہارے اندر بھی۔ باہری رچنا میں یہ سرشٹی کا آدھار جوتی سروپ اور کرتا دھرتا ہے۔ اسی طرح تمہارے اندر کا جوتی سروپ جو تمہارا من ہے وہ بھی تمہاری زندگی کو بنانے والا ہے اور بگاڑنے والا بھی۔ جس قسم کی اچھیا تم اپنے من میں دھارن کرو گے پہلے اُس کی یاد یا سُمرن دل میں قائم ہو گی۔ پھر اسکا روپ

یا تصوّر بناؤ گے۔ اس کے بعد خواہش کا گھناپن بھجن کے رُوپ میں آ کر دل اُس میں بے ہد جائے گا۔ اور اُسی قسم کے حالات اور واقعات پیدا ہو کر خواہش کو پورا کرنے کا اہتمام کر دیں گے، مگر یاد رہے کہ اگر تمہاری خواہش نیک اور سچائی پر مبنی ہے تو اس کا نتیجہ سُکھدایک اور خوشی دینے والا ہو گا اور اگر دوسروں کے نقصان کا خیال کرو گے تو گو خواہش پوری ہو جائے گی مگر اُس کا نتیجہ سُکھد ایک نہ ہو گا۔ اسی لئے صفائی قلب سنتوں نے مکھیہ رکھی ہے۔

(۲) ترکٹی۔ یہ مقام رچنا میں باہر بھی ہے جس کا مالک اونکار ہے اور تمہارے انتر میں بھی ہے جس کا آدھار تمہارا من ہے۔ جو بویک اور سمجھ رکھتا ہے۔ باہر قدرت میں ہر کام کسی اصول اور طریقہ سے ہو رہا ہے اسی طرح انسان کو ہر قسم کا علم خواہ وہ دنیاوی ہو۔ پرمارتھک ہو یا کوئی اور۔ اپنے انتر میں سمرن۔ دھیان اور بھجن سے حاصل ہو سکتا ہے عمل ثلاثہ کی یہاں بھی ضرورت ہو گی۔ اور جس قسم کی باسنا اچھائی یا بُرائی کی لیکر انسان عمل کرے گا۔ ویسا ہی نتیجہ ظاہر ہو گا۔ ہاں یہ انسان کی اِچھا پر منحصر ہے کہ وہ کیسا علم حاصل کرنا چاہتا ہے۔

ممکن ہے موجودہ زمانے کے گدّی پت۔ بزرگ۔ مہنت یا کتابوں کے بانی جال میں پھنسے ہوئے انسان میری بات کو غلط تصوّر کریں میں بھی اپنے انتر میں داخل ہو کر سوچتا ہوں کہ کیا میں غلطی پر ہوں۔ لیکن وچار کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچتا ہوں کہ میرا انبھو ٹھیک ہے۔ میں ذاتی تجربہ کی

باتیں کہتا ہوں جو غرض اور تعصّب سے بری ہیں ۔

جب مجھے یا کسی اور ست سنگی کو کوئی زبردست خواہش ہوتی تھی تو داتا کو لکھا کرتے تھے اور وہ جواب دیتے تھے کہ ٹھیک ہو جاوے گی۔ اور اگر وہ خواہش زبردست ہوتی تھی تو پوری ہو جاتی تھی ۔ برخلاف اسکے اگر ہم شک و شبہ میں رہتے یا وہم میں پڑ جاتے تو ناکامیابی ہوتی تھی ۔ خود میں نے بھی ست سنگیوں میں اس بات کا تجربہ کیا ہے جب کوئی زبردست خواہش والا وشواسی انسان میرے پاس آتا ہے ۔ تو میں ہمیشہ اُسے طاقتور خیال دیتا ہوں ؎

بھاونا پکّی ہو من میں ۔ پکّا ہی وشواس ہو
کیوں نہ ایسے جن کی اس رچنا میں پوری آش ہو
آش میں وشواش اور وشواش وشو کی آش ہے
جس میں یہ وشواش ہو وہ کیسے جگ میں نراش ہو

اگر اس نے اس خیال کو وشواس کے سہارے لے لیا ہے ۔ تو وہ اپنی دنیاوی اور دینی زندگی میں اُلجھنوں سے چھٹکارا پا کر کامیاب ہو جاتا ہے ۔ بہت سے بھائی مجھے صاحب کرامات سمجھنے لگے ہیں ۔ دراصل میرے پاس کوئی کرامات نہیں ہے ۔ مجھے اصول کا علم ہے ۔ دراصل جو آدمی دُبدھا کا شکار ہو جاتا ہے ۔ ناکامیاب رہتا ہے ۔ اور جو پُر امید Optimistic ہو کر ۔ اپنی خواہش یا باسنا میں کمزوری نہیں آنے دیتا اپنا کام بنا لیتا ہے ؎

ہو ارادہ مستقل یکسو ہے دل کا خیال　　پھر نہیں ہرگز کبھی کوئی یہاں امرِ مُحال

سچے گورو یا سادھو کا کام انسان کو دُبدھا سے بچانا ہے۔ مہابھارت کی لڑائی میں ارجن دُبدھا میں پھنس گیا تھا۔ کرشن جی نے گورو روپ دھارن کر کے سمجھا بجھا کر اُس کی دُبدھا۔ شک اور وہم کو دُور کر دیا۔ اور اُس نے اُن کے خیالات کو وشواس کے ساتھ قبول کیا اور کامیاب ہو گیا ؎

دل میں ہو وشواش پختہ اونچے رہیں تیرے خیال
کامیابی ہو یقیناً اور حاصل ہو کمال

ہمارے بزرگوں کی گائتری منتر کی تعلیم دینے سے غرض یہ تھی کہ ہم دُنیاوی جیون میں سپھل ہوں۔ اس منتر کی تہہ میں بھی یہی راز ہے۔ کہ جاگرت سوپن اور سُوشپتی سے پرے اس سورج کا درشن کرو۔ وہ تمہاری بُدھیوں کا پریرک ہوگا۔ بدھی۔ گیان یا سار سمجھ کی پراپتی ہی انسان کو دنیاوی جیون میں کامیاب بناتی ہے۔ اور جس قدر آدمیوں نے دنیاوی جیون میں کامیابی حاصل کی ہے۔ سب نے دانستہ یا نادانستہ اسی سُمرن۔ بھجن اور دھیان کے اصول پر عمل کیا ہے۔ یہ دوسری بات کہ اُن کو اُصول کا علم تھا یا نہیں۔ مگر قدرتاً عملی زندگی میں اسی اصول نے کام کیا ہے۔

یہاں سوال کیا جا سکتا ہے کہ دنیا کی خواہشات کے پورا کرنے کے لئے سُمرن اور دھیان کس کا؟ اور کس طرح کیا جائے؟ اس کے بارے میں میرا جواب یہ ہے کہ اس نام اور روپ کے جگت میں نام اور روپ ہی مدد کر سکتے ہیں۔ ہندو دھرم کی پورانک تعلیم نے کمال کیا ہوا ہے۔ ہر طرح کی خواہشات کے پورا کرنے کے لئے انہوں نے مختلف

اشٹوں کا سمرن اور دھیان بتایا ہے۔ دولت کے حاصل کرنے کیلئے لکشمی کا روپ بتایا ہے۔ علم و ہنر کے لئے سرسوتی کا، طاقت یا شکتی کے لئے درگا کا روپ بتایا ہے۔ مگر اس کلجگ کے زمانے میں انسان کی زندگی کی ضروریات بہت ہیں۔ اس لئے سنتوں اور فقیروں نے ایک سہل سا نسخہ تجویز کیا ہے کہ عامل کامل انسان کے تصور سے ہی ہر قسم کی ضروریات کو پورا کیا جا سکتا ہے۔

ہمارے شاستر سچے ہیں اور قدرتی علم کو اپنے ساتھ رکھتے ہیں چونکہ کلجگ میں ہر کام جلدی سے ہوتا ہے اور اس کے جلدی حاصل کرنے کے لئے گورو یا طریقہ یا تجویز یا تدبیر کی بھی ضرورت ہے۔ اس لئے گورو روپ کا دھیان اور گورو کا دیا ہوا نام ہی ہر ایک منزل پر سب کچھ دیتا ہے کیونکہ اس دھیان میں مکمل پیا مانا ہوا ہے ؎

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اسی لئے تجربہ اور سمجھ کی بنا پر میں یہ کہنے کا حوصلہ کرتا ہوں کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ ٹھیک ہے۔ گو مجھے الفاظ نہیں ملتے کہ اپنے مفہوم کا مکمل اظہار کر سکوں۔ اسی لئے حوصلہ کے ساتھ صدا دیتا ہوں کہ اے انسان تیرے دل میں طاقت کا بھنڈار ہے۔ تو قدرت کا لاڈلا اور منظورِ نظر ہے۔ اس نے ابتدا سے ہی تیری فطرت میں زبردست شکتی ودیعت کی ہے۔ لیکن تجھے علم نہیں ہے۔ تو اُس طاقت سے کام لینا

نہیں جانتا۔ اور نادانستگی میں بسا اوقات غلط کار ہو کر اُس شکتی کو اپنے لئے تکلیف دہ بنا لیتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ کسی کامل کا سہارا لے اور اس کے ست سنگ سے طاقت کا صحیح استعمال سیکھے

بحرِ غم میں ڈوبنے ہرگز نہ پائے گا کوئی
ناخدائے دل سے ایسا عہد و پیماں ہو گیا

ایک بات اور قابلِ غور ہے۔ وہ یہ کہ تم اپنے کرتا ہو۔ لیکن دوسروں کے نہیں۔ ہر انسان کی یہی پوزیشن ہے۔ اس لئے سکھ اور شانتی کے خواہشمندوں کے لئے گھریلو۔ ملکی۔ سماجی جیون میں ہم خواہشی اور ہم خیالی کی سخت ضرورت ہے۔ رائے صاحب چودھری گیان سنگھ ویدوں کا ایک منتر سنایا کرتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک خیال کے ہو کر رہو۔ اکٹھے چلو وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے میں خانگی یکجہتی یا گھریلو ہم خیالی کا حامی ہوں۔ بات صاف ہے۔ جب تک گھریلو زندگی میں میاں۔ بیوی اور پریوار میں ایک سمتی نہیں ہو گی۔ دنیاوی زندگی ہرگز خوشگوار نہیں ہو سکتی۔ دنیاوی۔ جسمانی اور مانسک سکھ اور شانتی کے لئے ہم خیالی۔ یا یکجہتی کی سخت ضرورت ہے۔ اسی طرح ملکی شانتی کے لئے بھی اتفاق کی ضرورت ہے۔ اس لئے ہر شخص کو اپنے کام سے کام رکھنا چاہیئے۔ چھوٹے چھوٹے دائرے اکٹھے ہو کر بڑا دائرہ بن جاتا ہے۔ اور اس کامیابی کا واحد ذریعہ سمرن۔ دھیان اور بھجن ہے اپنی خواہش کو یاد کرتے رہو یہ سمرن ہے۔ اُس کا روپ بنا دیہ دھیان

ہے۔ اور لگاتار دھیان سے اُس میں غرق ہو جاؤ یہ محویت اور بھجن کہلاتا ہے۔ ست سنگی کہیں گے بھجن تو انحد شبد کے سننے کا نام ہے۔ یہ ٹھیک ہے مگر اُس کے لئے بھی زبردست خواہش اور یکسوئی دل کی ضرورت ہے۔

یاد رکھو۔ ہر قسم کی باسنا یا خواہش ایک قسم کا سوکشم مادہ ہے۔ یا سوکشم پرکرتی ہے (میری کتاب انسان بنو پڑھو) چونکہ مادہ یا پرکرتی ہر وقت حرکت میں رہتا ہے اور حرکت سے شبد اور روشنی کا ظہور ہوتا ہے۔ اس لئے اگر خوش قسمتی سے خواہش کے دوران ورتی انتر ٹھہر جائے۔ تو اُس وقت جو شبد پرگٹ ہو گا وہ اُس خواہش یا باسنا کی پرکرتی کا ہو گا اور اُس کے سننے سے بہت جلد کامیابی ہو گی اس لئے سنتوں نے سہنس دل کنول کے مختلف قسم کے شبدوں کا ذکر کیا ہے۔ یہاں آرتی ہوتی ہے۔ آرتی میں گھنٹہ شنکھ وغیرہ بجتے ہیں۔ یہ شبد مختلف قسم کی ناجائز یا نامناسب باسناؤں کے جو کہ پرکرتی ہے۔ ہوتے ہیں۔ پھر سن لو۔ جو جس خواہش یا باسنا کو لے کر اپنے انتر ٹھہرے گا۔ اُسی باسنا کی پرکرتی کے شبد کو سنے گا۔ اور شرطیہ کامیاب ہو گا۔ لیکن اگر خواہش میں کسی کی بُرائی۔ نفرت۔ حسد۔ دویش یا ناجائز لالچ وغیرہ کا شمول ہے تو کامیابی کے ساتھ نتیجہ دُکھ اور مصیبت ہو گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ انسان اپنی خواہشات کو کسی کامل انسان کی زیر ہدایت رکھے۔ وہ تمہارے حالات اور خیالات کے مطابق خاص ترکیب تلقین کرے گا۔

عام طور پر لوگ دو دو تین تین گھنٹے روزانہ ابھیاس میں بیٹھتے

ہیں۔ اور شاکی رہتے ہیں کہ اُن کو وہ اندرونی شبد جو کتابوں میں بتائے گئے ہیں یا ست سنگ میں ظاہر کیئے جاتے ہیں۔ سُنائی نہیں دیتے۔ اس میں قصور ان کی سمجھ کا ہے۔ چونکہ شبد پرکرتی سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے جب تک اُن کے اندر خواہش کا زور نہ ہوگا۔ یا باسنا پربل نہ ہوگی۔ انسان کو کتابوں میں بتائے ہوئے شبد سُنائی نہ دیں گے۔ ضروری ہے کہ پہلے انسان اپنی باسنا کو تیز کرے۔ پھر اندرونی شبد جو باسنا کی پرکرتی سے پیدا ہوگا۔ سُنائی دے گا۔ افسوس ہے اس راز کو جولی کاتیوں میں الفاظ میں ظاہر نہیں کر سکتا۔ خواہش مند اصحاب کو زبانی طور پر بہتر طریقے سے سمجھا سکوں گا۔

سوال ۔ اگر کوئی اندرونی انحد شبد ان مقامات کا نہ سُن سکے تو کیا اس صورت میں بھی باسنا کی تکمیل ممکن ہے۔

جواب ۔ سُنو! ترکٹی کا استھان گورو کا مقام ہے۔ اونکار کا مقام ہے۔ یہ اونکار تمام رچنا میں محیط ہے اور یہ صرف قدرتی سمجھ ہی کائنات کا بغور مطالعہ کرنے کی عادت ڈالو۔ تو معلوم ہو جائے گا۔ اگرچہ سانپ کے ٹانگیں نہیں ہوتیں۔ پھر بھی اس کی پسلیاں ہی ایسی ترکیب سے بنائی گئی ہیں کہ وہ بخوبی دوڑ سکتا ہے۔ اونٹ کا اگر قد لمبا ہے تو اس کی گردن بھی لمبی بنائی گئی ہے۔ اس اصول کا جو قدرت کی رچنا میں کام کرتا ہے نام گوروگیان یا اوم ہے۔ یہ اوم یا اصول یا قانونِ قدرت تمام ستھول رچنا میں محیط ہے۔ اس لئے جس آدمی کو کسی خواہش

کے زیر اثر کامیابی کی تمنا ہے۔ اُس کے لیئے ضروری ہے کہ انتر میں یکسوئی پراپت کرے۔ پھر اُس کے اندر خود بخود اوم۔ اونکار۔ سمجھ۔ بوجھ نت نئی نئی اُپج سمجھاتا رہے گا۔ ہاں اگر کسی محرم راز کا سہارا مل جائے تو کامیابی جلد اور یقینی ہو جاتی ہے۔ میرا وچار تو یہ ہے کہ ہر خواہش کے زیر اثر خود بخود اُس کی تکمیل کے سامان قدرت میں پیدا ہوتے رہتے ہیں ؎

کام رُک سکتا نہیں اے دل ناداں کوئی
خود بخود غیب سے ہو جائے گا ساماں کوئی

ترکُٹی کیا ہے؟ دھیاتا۔ دھیہ۔ دھیان یا پریم اور خواہش۔ پریم اور خواہش کا آئیڈیل اور پریم اور خواہش کرنے والا۔ یہی اصل پرمارتھک یا روحانی زندگی میں بھی کام کرتا ہے۔ روحانی زندگی کے لیئے بھی پہلے ترکُٹی میں آنا لازمی ہے۔ یہ اونکار۔ گیان۔ سمجھ بوجھ گورو کا رُوپ ہے۔ پرورتی اور نورتی دونوں مارگوں میں مددگار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ویدوں میں اور دیگر قدیم کتب میں اوم کی مہما بتائی گئی ہے۔ ہر تحریر میں پہلے اوم شبد لکھا جاتا ہے۔ اور ہر کام میں پہلے اوم کا سہارا لیا جاتا ہے۔ رواج موجود ہے۔ لیکن اُصول سے لوگوں کو ناواقفیت ہے۔

لوگ سادھن یا اندرونی چڑھائی کے لئے سادھک کو شبد اور نور دونوں کی ضرورت ہے۔ گو وہ بھی لازمی نہیں ہیں کیونکہ بغیر نور اور شبد کے بھی انسان عالم ہستی میں جا سکتا ہے لیکن وہاں کٹھنائی اور

اور شگفتتا نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ سنتوں نے کلجگ میں جیووں کی کمزور پرکرتی کا خیال رکھتے ہوئے عملی پہلو سے شبد یوگ کی تعلیم دی ہے تاکہ جسمانی۔ دلی اور روحانی درستی جلد ہو سکے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ انسان کسی کامل مرشد کا ست سنگ کرے تاکہ صحیح Guidance لے سکے۔ اس طرح کامیابی جلد اور بسہولیت ہوتی ہے۔

سوال ۔ عام حالات میں دیکھنے میں آتا ہے کہ اکثر نام دھاری دکھی دکھائی دیتے ہیں۔ اُن کی گھریلو۔ دنیاوی اور مانسک زندگی قابلِ رحم ہوتی ہے۔ اس کا کیا کارن ہے؟

جواب۔ اوّل تو کوئی آدمی محض ظاہری حالات سے کسی کی نسبت کوئی صحیح رائے قائم نہیں کر سکتا۔ ہر انسان اپنی حالت کو خود بہتر جانتا ہے۔ پھر بھی جن کو شکایت ہے۔ سمجھ لو وہ نگوڑے ہیں۔ گورو دھارن کرنے کا مطلب ہے۔ وہ سمجھ۔ گیان۔ گر۔ یا طریقہ حاصل کرنا جو جیون کو خوشگوار بنا دے۔ ہاں اگر کسی کو کوئی فقیر کامل مل جائے۔ اور متلاشی اُس کی سیوا اور ست سنگ سے راز کو پراپت کر لے۔ اور اُس کے مطابق عملی زندگی میں آ جائے۔ تو کامیابی شرطیہ اور لازمی ہوگی۔ وہ راز جو میں نے سمجھا ہے بتاتا ہوں ؎

مگر نہ دعویٰ ہے مجھے کوئی میں اپنا تجربہ کہتا ہوں
دعویٰ کرنے والا ناداں ہے یہ میں ست کہتا ہوں

ایک اِشٹ بناؤ۔ اُس میں پورنتا مانو۔ بہ الفاظ دیگر اِشٹ کو

جیون کی پوری ساگری دینے والا سمجھو۔ اُس کا کوئی نام رکھو۔ کوئی شکل بنا کر اپنے دل میں قائم کرو۔ اور اُس کے تصوّر میں رہنے کی کوشش کرتے رہو ؎

کرو کوشش تصوّر کی اور اُس کو کئے جاؤ
شکیب و صبر سے حالِ مقدّر دیکھتے جاؤ

خود بخود تمہاری ہر قسم کی تمنّائیں پوری ہوتی رہیں گی۔ آہستہ آہستہ جیوں جیوں تصوّر یا باسنا پختہ ہوتی جاوے گی۔ زندگی خوشحال فارغ البال اور شانت مے ہوتی جاوے گی۔ خاص خاص مقامات پر یکسوئی حاصل کرنے سے وہاں کی حالتوں کا آثار تمہارے وجود میں ہوتا رہے گا۔ اور تم بخوبی اپنی زندگی کو کامیاب تصوّر کرنے لگو گے۔

سوال ۔ معاف کرنا۔ آپ اس بڑھاپے میں مزدوری کرتے ہیں۔ -/65 یا -/80 روپیہ سے کیسے گذارہ چل سکتا ہے۔ آپ کے پاس آنے جانے والوں کا بھی خرچ ہے۔ اگر آپ کا اُصول سچّا ہے۔ تو اسی کے عامل ہوتے ہوئے خود دولت مند کیوں نہیں بن جاتے۔ کیا یہ کہاوت صادق نہیں آتی کہ خود را فضیحت دیگرا نصیحت۔

جواب:۔ سجناں جاواں قربان تیری بے خوفی سچائی
موقع دِتا ئیں مینوں کرن اظہار سچائی

سنو! عرصہ گذرا۔ لاہور میں داتا دیال کی لڑکی چنمن دیوی جن کے پتی لالہ گوری شنکر لال اختر تھے گذر گئی۔ میں اُس وقت وہاں موجود تھا۔ ست سنگ

ہو رہا تھا۔ داتا دیال نے فرمایا۔ فقیر میں بچپن میں پرمارتھک یا روحانی اُنّتی کا خواہش مند تھا۔ کتابوں کے مُطالعہ سے خیال ملا تھا کہ اگر اپنا کوئی نہ ہو۔ اور دُنیاوی بندھنوں سے چھٹکارا حاصل ہو جائے۔ تو انسان جلد نروان کو پراپت کر لیتا ہے۔ یہ خیال اثر لایا اور آج لڑکی بھی چل بسی۔ میرے ساتھ ہی لالہ گوری شنکر لال بیٹھے تھے۔ ہم دونوں ہم عمر تھے۔ اور اُنہوں نے بھی بارہا مجھ سے کہا تھا۔ کہ اگر بیوی نہ ہو تو ہم پرمارتھ کمائیں۔ داتا دیال کی بات سُن کر میں نے اُن کی بات بھی وہاں کہہ دی۔ یہ سُن کر اختر صاحب نے میری پیٹھ پر مُکّا مارا۔ کہ ایسا کیوں کہا؟ راز کو سمجھو۔ ایسے ہی مجھے بھی بچپن سے فقیری کا خیال تھا۔ دولت۔ عزّت کی چاہ نہ تھی۔ آٹھ برس کی عُمر میں فقیری کے لئے گھر سے بھاگ نکلا۔ پتا جی نو میل سے پکڑ کر واپس لے آئے۔ داتا دیال کی تعلیم کے سنسکار نے مجھے دُنیا کی طرف راغب رکھا۔ ساری زندگی کمائی کی بچت داتا کے نام دھام میں روانہ کرتا رہا۔ نندو بھائی کو یاد ہو گا کہ انہوں نے داتا کے حکم سے میرا تمام پس انداز روپیہ میرے نام بنک میں جمع کرایا ہوا تھا۔ اس وقت مجھے اس بات کا علم نہ تھا۔ مختلف اوقات پر داتا نے میری سنبھال کی۔ اور وہ سارے کا سارا روپیہ میری استری کو دے گئے۔ مجھے حکم دیا باوے اپنا کماؤ۔ اپنا کھاؤ۔ بیوی کو حکم دیا اس روپیہ سے ایک پیسہ بھی فقیر کو نہ دینا۔ سنت ستگورو ریکھ میں میخ مارتے ہیں۔ اُنہوں نے میرے کرم کو بدلا۔ میں نے کبھی دولت مند

بننے کی خواہش نہیں کی اسی لئے غریب رہا۔

یاد رکھو! ہر شخص کی پرکرتی علیحدہ ہے۔ جیسا خیال ویسا مآل۔ البتہ یہ کوشش میری ضروری رہی ہے کہ کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہ کرنا پڑے ؎

دستِ سوال لاکھوں ہی عیبوں کا عیب ہے
جس ہاتھ میں یہ عیب نہ ہو دستِ غیب ہے

اور محتاج بن کر نہ رہنا پڑے۔ چنانچہ آج دن تک میری لاج داتا نے رکھی ہے۔ اور نشچہ ہے کہ وہ رہ جائے گی۔ میرا لڑکا تعلیم پانا چاہتا تھا۔ چونکہ پیسہ پاس نہیں تھا اِنکار کیا۔ اُس نے میرے بھائی کو لکھا۔ وہ میری عزّت کرتے ہیں۔ چنانچہ اُنہوں نے اُس کی مدد کی اور کر رہے ہیں۔ مالک مُسَبِّب الاسباب ہے۔ میں اگر آج غریب ہوں تو اس وجہ سے کہ یہ میرے کرم کا پھل ہے یا میری خواہش کا نتیجہ ہے۔ دراصل میری خواہش رازِ حقیقت کو جاننے یا وصالِ حق کی تھی۔ اور وہ پوری ہو گئی۔ ایسے تجربات کی بنا پر ہی میں نے اپنے خیالات میں سچائی پا کر اُنہیں ظاہر کرنے کا حوصلہ کیا ہے۔ جیسا خیال ویسا مآل۔ جیسی مَتی ویسی گتی۔

سوال۔ تو کیا یہ غلط ہے کہ جیسے کسی کے پرالبدھ کرم ہوتے ہیں وہ ویسا ہی بنتا ہے؟

جواب۔ غلط نہیں۔ ٹھیک ہے۔ مگر یہ تعلیم ضرر رساں ہے ؎

تدبیرِ انساں تقدیرِ انساں کے ماتحت ہی دوستو   مگر ایسا کہنا اور سمجھنا ہی جرمِ کبیر دوستو

انسان کو بنا دیتا ہے ایسا خیال مُردہ دل   بوڑھوں کے لئے اچھا ہے بیشک یہ خیال دوستو

نوجوانوں۔ بچوں اور گرہستی جیوؤں کے لئے تقدیر کی تعلیم خطرناک ہے اُن کو تیاگ اور ویراگ کی ضرورت نہیں ہے۔

سری رام چندر جی برہمہ کے اوتار تھے۔ سنسار سے ویراگ ہونے پر وہ گورو وسشٹ کے پاس گئے۔ اور اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اُن کی ساری باتیں سُن کر گورو نے فرمایا۔

اے رام! دیو دیو آسی پکارا کرتے ہیں۔   ملاحظہ ہو یوگ وسشٹ

اور وسشٹ جی کے الفاظ نے رام سے وہ کام کرایا۔ کہ جب تک بھارت ورش قائم ہے۔ اُن کی یاد لوگوں کے دلوں میں نیا جیون پھونکتی رہے گی۔ دوستو اگر میں نے غلطی بھی کھائی ہے۔ تو تم نہ کھاؤ۔ ہمت اور استقلال سے کام لے کر اس رزم گاہِ دنیا میں خوشحالی اور فارغ البالی کا جیون گذارو۔ آسودہ حال رہنے کا یتن کرو۔ اور وہ یتن بھی یہی ہے کہ سہس دل کنول اور ترکٹی میں ڈیرہ ڈال کر سنسار کا کام کرو۔ ہاں جن کی پرکرتی دوسری قسم کی ہے۔ اور دُنیا کا کافی تجربہ ہو گیا ہے اُن کو اگلی منزلوں کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ جن کا ذکر پرانا یام منتر میں موجود ہے۔ مگر اُن کو بھی انہی درجات سے گذر کر جانا ہو گا۔

نوجوانوں۔ بچوں کو اونچی تعلیم ضرر رساں ثابت ہو گی۔ آج کل ایک بھیڑ دھسان چال ست سنگوں میں چلی جا رہی ہے۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو نام دیا جاتا ہے۔ اور تیاگ اور ویراگ کا سبق پڑھایا

جاتا ہے۔ اُن کی دُنیاوی زندگی کسی صورت میں بہتر نہیں ہو سکتی۔ اُن کو صرف گایتری منتر یعنی سمرن اور دھیان کا اصول ہی بتانا کافی ہے۔ ورنہ یاد رہے دھوبی کا کُتا نہ گھر کا رہے گا نہ گھاٹ کا۔ اور سُنو! اپنے ذاتی تجربات کی تصدیق کے لئے داتا دیال کے وقت کی دو اور مثالیں پیش کرتا ہوں۔

(۱) سری ہری پرکاش گپتا جو سری رگھوناتھ سہائے گپتا کے لڑکے ہیں میٹرک میں پڑھتے تھے۔ پتا کی درخواست پر داتا نے لڑکے کو نام دیدیا دو دن ابھیاس کرانے کے بعد اُس سے کہا۔ اب اور ابھیاس نہ کرنا۔ تعلیم حاصل کرو۔ شادی کرو۔ اولاد پیدا کرو۔ پھر پچھلی عمر میں ابھیاس کی طرف توجہ دینا۔ وہ موجود ہیں۔ پوچھ دیکھنا۔

(۲) میرے چھوٹے بھائی رائصاحب سُرِندر ناتھ میری دیکھا دیکھی چھوٹی عمر میں ہی ست سنگی ہوئے تھے۔ داتا نے فرمایا۔ لاؤ تم کو نام کی اصلی مہما بتادوں۔ اور ایک کاغذ پر لکھ دیا

For Surendra
Life means worke and work means life.
Employment brings enjoyment

"زندگی معنی ہیں کام کے
اور کام کے معنی ہیں زندگی کے"

اور خط میں لکھا۔ کام کرو۔ پچھلی عمر میں تم رادھا سوامی دیال کی گود میں جاؤ گے۔

اس لئے میں کہتا ہوں۔ کتابی علم ٹھیک ہے۔ مگر اُس کی سمجھ مرشد کامل کے ست سنگ سے آتی ہے۔ جو سب کو ایک ہی نہیں ہانکتا ہے نہ زندگیاں خراب کرتا ہے اور نہ گمراہی پھیلاتا ہے۔ آج کل کتابوں کا سیلاب آیا ہوا ہے۔ ان کے مطالعہ سے انسان بغیر گورو کا دامن پکڑے غلط کار ہو جاتا ہے۔ اسی لیئے میں نے تجربہ کی بنا پر انسان بنو کی صدا دی۔ ہر کام سوچ سمجھ کر قدرتی نیم انوسار کرو۔ غلط راستہ اختیار نہ کرو۔ پھر کہتا ہوں گورو ویر این بنو ؎

گورو متا دھارن کرو اس بن نہیں جیون کا کلیان
گورو بن نہ دھن دھام ہے نہ مکتی شکتی ست گیان
تا تیں سب کو چاہیئے ڈھونڈھیں کوئی کامل انسان
جو گورو آگیا میں برتیں اُن کو سمجھو چتر سُجان
جیون کے آدیش کو سمجھ کر کرو اپنا کلیان ؛؛
ایک ہی لاٹھی سے مت ہانکو کتا۔ گدھا اور انسان
بانی پڑھ پڑھ بھرم میں بھولے اور دُکھ پایا مہان
بن جیوت کامل پُرش کے کبھی نہ مٹتا ہے اگیان
جیوؤں کے ہت پرگٹ ہوا ہوں بن کر کامل انسان
اگرچہ تم اہنکاری سمجھ کر کہو گے مجھ کو نادان
اسی لئے گدی پیت نہیں بنا نہ بنایا کوئی دھام استھان
مان دھن دولت کی آس سے رہتا ہوں الگان

جیون کے ہت کے لئے دھارا بھیس فقیر
تاکہ پرگٹ کر جاؤں ست پُرشوں کا اصلی گیان
چیلا کسے بناؤں نہیں نہ ہوں میں کوئی آچارج
بھائی تمہارا بن کر کرتا ہوں نج بیتی کا بیان
کچھ دن یہ شریر ہے قائم دروازہ ہے کھول دیا
ست سنگ کرو اگر جی چاہے پاؤ نرمل گیان
راز کو پاکر خود جیئو اور اوروں کو جینے دو
تاکہ ہو جائے پھر منشیہ جاتی کا صحیح کلیان

دوسرا باب

سمرن۔ دھیان بھجن مسلسل

موج ہے موج ہے اُس داتا دیال کی — موج کرا رہی ہے کرم پیارے کرپال کی
جنون تھا وحشت تھی نتیجہ کی کروں کھوج — انجام کھوج کا ظاہر کراتی موج اکال کی

سوال کیا جائے گا۔ اس موج کی غرض کیا ہے؟

دوستو! یہ سنسار اپنے ہی خیال کا کھیل ہے۔ تماشا ہے۔ جو جیسا خود ہے دوسروں کو بھی ویسا ہی سمجھنے کے لئے مجبور ہے۔ بہرہ آدمی جب کسی سے ہم کلام ہوتا ہے تو اونچی آواز سے بولتا ہے کیونکہ دانستہ یا نادانستہ اُس کا یہ خیال ہے کہ دوسرا منشیہ بھی زور سے بولنے پر ہی سُن سکیگا

اسی طرح چونکہ مجھے بھی ہر شے کو عملی نقطۂ نگاہ سے جاننے اور سمجھنے کی تمنا رہی ہے۔ اس خیال سے کہ شاید دوسروں کو بھی خواہش ہو میں ہمدردی کے زیر اثر کام کرتا ہوں۔ ظاہراً مجھے اور کوئی سبب نظر نہیں آتا۔ ممکن ہے عادت کا قانون بھی کام کر رہا ہو اور سب سے بڑی وجہ داتا دیال کا دیا ہوا سنسکار ہے کہ فقیر تعلیم کو تبدیل کر جاتا۔

تُو تو آیا نردیہی میں دھر فقیر کا بھیسا   دُکھی جیو کو انگ لگا کر لے جا گورو کے دیسا
تین تاپ سے جیو دُکھی ہیں نِبل اِبل اگیانی   تیرا کام دیا کا بھائی نام دان دے دانی

میں نے گورو بچن کو ہی نام سمجھا ہے ؎

دھیان مُولم گورو مُورتی   پوجا مُولم گورو پدم
منتر مُولم گورو واکیم   موکش مُولم گورو کرپا

اُن کا حکم تھا جب تک شریر ہے ست سنگ کراتے رہنا۔ مگر قطب کی حیثیت میں۔ قطب دھرو تارے کا نام ہے جو اپنی جگہ نہیں چھوڑتا۔ فقیروں میں جو قطب ہوتے ہیں۔ وہ اپنی ذات کے علاوہ کسی اور کے پرستار نہیں ہوتے۔ اور مالک کو اپنے سے جُدا نہیں سمجھتے

ساتھ ہی:-

(۱) کسی خاص ذاتی غرض کے لئے ہیر پھیر کر بات نہیں کرتے۔
(۲) دُنیاوی ضروریات کے لئے در بدر کی ٹھوکریں نہیں کھاتے۔
(۳) اُن کا کام کیول بنی نوع انسان کا ہِت چاہنا ہوتا ہے۔
شاریرک۔ مانسِک اور آتمک طور پر

اسی غرض کے زیرِ اثر میں نے سنت مت یا مذہبِ انسانی کی سیوا کی ہے۔ اور جب تک زندگی ہے کرتا رہوں گا۔ اس تحریری کام کی بھی یہی غرض ہے۔ خواہ کوئی سمجھے یا نہ سمجھے۔ ہاں جو خواہش مند توجہ دینگے ضرور سمجھیں گے ؎

ذاتِ حق کو مختلف سمجھا ہے اپنی ذات سے
دیکھو نادانی سے دانا آپ ناداں ہوں

دنیاوی زندگی یا پرورتی مارگ کے متعلق جو سُمرن۔ دھیان اور بھجن کی تعلیم سنتوں نے دی ہے۔ جس کا دوسرا نام دان بھی ہے اُس کی وضاحت میں نے پہلے باب میں بخوبی کر دی ہے۔ گو وہ ابھی مزید تشریح کی محتاج ہے۔ لیکن افسوس ہے میں اُس کے لئے زیادہ وقت نہیں دے سکتا۔ ہاں میرے ذاتی تجربات نے مجھے بتایا ہے کہ جو کچھ میں نے سمجھا ہے وہ ٹھیک ہے۔ پھر سُنو مختصراً ذکر کر کے آگے کی باتوں کو لیتا ہوں۔ سہس دل کنول یا جوتی سروپ کا مرکز انسان کے اپنے اندر ہے جو بھی آدمی گورو کو دُوارا سمجھ لے کہ اس مقام پر دل کو یکسو کرے گا وہ دُنیاوی زندگی میں ضرور کامیاب ہوگا۔ اور جتنے پُرش بھی کامیاب ہوئے ہیں سب نے دانستہ یا نادانستہ اسی مقام کا سہارا لیا ہے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ ناکامیابی کا مرکز بھی یہی ہے۔ مشکل یہ ہے کہ ان الفاظ کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہے۔ اصول سمجھ لو اور کام بناؤ۔

ہمیشہ پُرامید رہو (Always be Optimistic.)
اور جو نراشا وادی Passimistic خیالات کا ہوتا ہے اُس کو
اِسی مقام سے ناکامیابی ہوتی ہے۔ ارجُن Passimistic views کا ہو گیا
تھا۔ شری کرشن جی نے اُس کو اپنے اُپدیش سے Optimistic
بنا کر جوتی سروپ کے درشنوں کے ذریعہ کامیاب بنا دیا۔

اسی طرح یہ سُمرن۔ دھیان اور بھجن انسان کی مانسک اوستھا
کا جس کا کوئی تعلق دنیاوی اشیاء Material world
سے نہیں ہوتا مددگار ثابت ہوتا ہے۔ گورو نانک صاحب نے سُکھمنی
صاحب میں ایک جگہ حقیقت کی مجسّم تصویر کھینچی ہے۔ میرے ذاتی
انبھو کو Confirm کرنے والے اسباب میں سب سے زیادہ اثر
اُس کا ہے۔ بتایا ہے جہاں بھائی اور بہن کوئی ساتھ نہیں دیتا
وہاں ہری نام مددگار ہوتا ہے۔ کیا کمال کی بات ہے۔ کمال کا بھی کمال ہے

مانسک اوستھا کی بہتری سے میرا مطلب من کا ٹھہراؤ۔ یقین۔
شانتی۔ آنند اور سکون ہے۔ جس کو یہ باتیں حاصل ہیں۔ سمجھ لو اُسکی
مانسک اوستھا ٹھیک ہے۔ ورنہ خراب ہے۔ کن حالات میں انسان
کی مانسک اوستھا خراب ہوتی ہے۔ اس کے متعلق میں اپنا انبھو
لکھتا ہوں۔ سوچنے والے سوچیں۔

تجربہ ثابت کرتا ہے کہ انسان کے پاس دولت ہے۔ عزت ہے۔
صحت ہے۔ مان ہے لیکن پھر بھی وہ اشانت ہے۔ کیوں؟

(۱) عام طور پر ہر انسان کے دل میں بچپن کے خارجی اثرات اور کتابوں کے مطالعہ سے دانستہ یا نادانستہ یہ یقین قائم ہوتا جاتا ہے کہ شانتی اور سکون ایشور بھگتی۔ گورو بھگتی۔ نام کا جپنا اور یوگ سادھن آدی سے پراپت ہو سکتا ہے۔ یہ مذہبی سنسکار یا خیال اپنا اثر دکھلاتا ہے اور سکون کا خواہش مند انسان ان اثرات کی وجہ سے دوڑ دھوپ کرتا ہے چنانچہ اُن میں سے ایک میں بھی تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ میں رادھا سوامی دھام میں رات کے وقت داتا دیال کے ساتھ تالاب کے کنارے پھر رہا تھا۔ اور کوئی اُس وقت ساتھ نہ تھا۔ داتا کو میری دیوانگی کا علم تھا۔ آپ ایک جگہ چٹان پر بیٹھ گئے۔ میری طرف دیکھا اور ہمدردی کے خیال سے فرمایا۔

فقیر ایک خیال نے تیرے دل پر حملہ کیا ہوا ہے۔ چلے چلو۔ حکم مانو۔ وقت آ رہا ہے۔ جب تم اس اُلجھن سے نکل کر آزاد اور نہال ہو جاؤ گے ۔

آج آگیا ہے وقت وہ ہو گیا نہال میں
کٹ گیا غلامی کا بندھن پایا کمال میں
تم کہو گے ہوں دیوانہ بڑ کی ہانکوں تحریر
میں نہیں ہوں اب دیوانہ ہوں میں با تمیز
جذبہ تھا کہ جاؤں گا جو کچھ ملے گا پنتھ سے
مجبور ہو کر کام کرتا ہوں میں رہ کر پنتھ میں
پنتھ اپنا دل ہے مترو اور پنتھ جنون سب   داتا دیال کا یہ فقیر اب بیحد ممنون ہے

درد دل میں اب بھی ہے جوش یہ نکلا نہیں   پریم سے لکھ رہا ہوں باتیں یہ نج مرم کی
چاہتا ہوں تم بھی نکلو نہ بنت کے شیدا بنو   سمرن دھیان بھجن کو کچھ سمے عمل میں لا بنو
صاف بیانی اسلئے کہ تمہیں الجھن سے چھٹکارا ملے   تمہارے لئے پرگٹ ہوئے ہیں وارئے ست سنگ سے

(۲) دوسری وجہ اشانتی کی شاریرک نربلتا ہے۔ اس کا کارن کمزوری حاضمہ۔ وشے وکار کی زندگی۔ اور زندگی گذارنے کے اصلی اور عملی اصول کی ناقفیت ہے۔ یہ بھی مانسک اشانتی کو پیدا کرتی ہے۔ اس کا علاج ہی زندگی گذارنے کے صحیح اصول سے واقفیت اور عملی جیون۔ اور وہ اصول ہے کرم کا۔ خواہش کا۔ باسنا کا جو سب کے لئے ایک نہیں ہوتا۔ ساتھ ہی مختلف اوقات پر مختلف ہدایت کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے وقت گورو کا ست سنگ ضروری ہے۔

(۳) تیسرا کارن اشانتی کا یہ ہے کہ عقل انسانی دنیا کے خارجی اثرات اور مناظر سے متاثر ہو کر سوچنے اور جاننے کے لئے مجبور ہوتی ہے کہ وہ کون ہے۔ کیا ہے۔ دنیا کیا ہے کیوں ہے وغیرہ وغیرہ پہلے نمبر والے بھگت دوسرے نمبر والے آرت۔ دکھی اور تیسری شرینی کے لوگ جگیاسو کہلاتے ہیں۔ پہلے کا علاج پریم۔ دوسرے کا علاج کرم اور تیسرے کا علاج گیان ہے۔ پہلی شرینی والوں کو دیر سے کامیابی ہوتی ہے۔ دوسری شرینی والوں کو بہت دیر سے اور تیسری شرینی والے جلد کامیاب ہو جاتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ کسی کامل انسان سے سمرن۔ دھیان اور بھجن سیکھ کر عملی جیون میں آئیں۔ کئی میرے جیسے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو تینوں روگ دکھی کرتے ہیں۔ جب میں

اپنی حالت پر وچار کرتا ہوں تو پتہ لگتا ہے ان کے علاوہ مجھے دُنیاوی مُشکلات سے بھی بہت دوچار ہونا پڑا۔ یہی کارن تھا کہ مجھے راہ پر لانے کے لئے داتا دیال کو۔ اُس ذات پاک کو بہت کشٹ مُصیبت اور دُکھ سہنا پڑا۔ اس لئے ہمدردی کے زیر اثر میں اپنے جیسے روگیوں کو ایک نکتہ بتاتا ہوں۔ وہ ہے کسی کامل کی پرستش۔ بس گو بتانے کو تو میں نے بتا دیا۔ مگر سوچتا ہوں سمجھیگا کون ؟

ایک واقعہ سنو! میں گدڑباہا سٹیشن پر سٹیشن ماسٹر تھا۔ ایک بار میں دُنیاوی تکالیف سے بیحد پریشان ہوا۔ غالباً ۲۴ یا ۲۵ دسمبر کی بات ہے جب کہ بھنڈارہ کا موقع تھا میں نے داتا کو تار دیا کہ بیحد تکلیف میں ہوں۔ اُس وقت داتا دیال دھام میں تھے ست سنگ ہو رہا تھا۔ تار ملتے ہی فوراً سب کام چھوڑ کر ہنس راج کو ساتھ لئے ہوئے گدڑباہا پہنچے۔ سردی کڑاکے کی پڑ رہی تھی۔ کانپتے ہوئے مکان پر تشریف لائے۔ میں نے دیکھا۔ ڈھائیں نکل گئیں۔ مُشکل کُشائی کی۔ اور چلے گئے۔ اس قسم کے ذاتی تجربات کی بنا پر تو میں بار بار کہتا ہوں کہ ہر ایک مرض کا علاج سُمرن۔ دھیان اور بھجن ہے یعنی خواہش جو چاہتے ہو۔ اُس کی یاد۔ اُس کا تصوّر اور اُس میں لے ہونا۔ جس کا جیسا اِشٹ ہوتا ہے وہی اشٹ اُس کی مدد کرتا ہے ؎

شِشیہ دُکھی تو میں دُکھی آدی انت تہوں کال
پلک ایک میں پرگٹ ہو چھن میں کروں نہال
کبیر صاحب

ستگورو اشٹ کا نام ہے۔

مانگو ملے گا۔ ضرور ملے گا۔ مگر اس کا راز ہے۔ ضرورت کی شے وہاں سے مانگی جائے۔ جہاں سے وہ مل سکتی ہے۔ شانتی، سکون اور آنند تم کو من کے اندر سے ملے گا۔ اس من کے تین درجہ ہیں۔

جنبہ سُن - مہاسُن　　　تیہ بھنور گپھا

من کی اوستھائیں
سُن - سُمرن
مہاسُن دھیان
بھنور گپھا - بھجن
ہر مقام پر سُمرن۔ دھیان اور بھجن الگ الگ بھی ہوتا ہے۔

من سے اپنے انتر میں اپنے اشٹ سے اتنا پریم کرو کہ مستی آنے لگے۔ اور اس مستی میں غرق ہو جاؤ۔ پھر بھجن کرو یعنی شبد کو سنتے سنتے بے ہوشی سے بچو۔ یاد رکھو وہ اندرونی شبد انحد یا نام تم کو اس بے ہوشی سے بچا سکتا ہے۔ بشرطیکہ کسی کامل انسان کا ست سنگ پراپت رہے۔ جی تو چاہتا ہے کہ تفصیل سے لکھ دوں لیکن اندیشہ ہے کہ لوگ غلط فہمی میں نہ پھنس جائیں۔ دنیا کتابوں کو پڑھ کر دیوانی ہو جاتی ہے۔

میں نے ایک بار چھ ماہ تک روزانہ بارہ ۱۲ گھنٹے ابھیاس کیا۔ زمین پر سوتا تھا۔ عورت دکھی تھی۔ گو سرکاری کام کاج کرتا تھا مگر مجھے علم نہ تھا۔ چونکہ میں رشوت نہیں لیتا تھا۔ اس لئے اسٹاف کے آدمی میری عزت کرتے تھے۔ کیونکہ ان کو مالی فائدہ بھی تھا۔ میری پرہیزگاری سے

اُن کو زیادہ حصہ مل جاتا تھا۔ لیکن جو کچھ میں نے کیا اپنے لئے کیا۔ دوسروں کی نکتہ چینی اور عیب بینی سے پرہیز رکھا۔ اس وجہ سے اس دوران میں سٹاف کے آدمی میرا کام چلاتے رہے اور مجھے کسی آفت میں نہ پڑنے دیا۔ میری خواہش یہ تھی کہ سار بچن نظم وغیرہ میں جن درجات کا ذکر ہے۔ وہ مجھ پر مکمل روشن ہوں۔ روزانہ ابھیاس کی ڈائری لکھ لکھ کر رکھتا جاتا تھا۔ چھ ماہ بعد ½1 روپیہ کے ٹکٹ لگا کر میں نے وہ ڈائری داتا دیال کو بھیجی۔ داتا نے جو جواب مجھ کو اس کا دیا تھا۔ اُس میں ابھیاس کی بجائے ست سنگ کو ترجیح دی تھی۔ بلآخر حضور کے چرنوں میں حاضر ہوا اور انہوں نے بات سمجھا دی۔ اس لئے میں پچھلی باتوں کے تجربہ سے ہمدردی کے زیر اثر یہ خیال کرتا ہوا کہ پتہ نہیں کتنے بھائی اس ابھیاس کی اُلجھن میں پھنسے ہوئے ہیں۔ سچائی کے ساتھ باتیں کرتا ہوں۔ شاید وہ اس خبط سے نکل جائیں۔ بہت سے ست سنگیوں نے اپنی صحت خراب کر لی ہے۔ بہت سے محنت سے اُکتا کر نتیجہ سے بے ٹکھ ہو گئے ہیں۔ ان خارجی اثرات نے مجھے سچائی کے اظہار کے لئے مجبور کیا ہے اور صدا دیتا ہوں۔ دوستو بھٹکو مت۔ اگر کامل انسان مل جائے تو زیادہ محنت کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔ شانتی جلد پراپت ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ جیت کر اُن کی سیوا کرو سیوا سے مطلب اُن کے کلام کو سُننا۔ گننا اور عمل کرنا ہے ؎

آؤ آؤ مترو تم میرے ست سنگ ہیں
بات سُنو اور گُنو جو کہتا ہوں ست سنگ ہیں

نہ سمجھا مجھے پاکھنڈی مطلبی اسے بھائیو   میں نے عمر گذاری ہے اپنی خاص ڈھنگ میں
نہ میرا کوئی پنتھ ہے پنتھ ہی دل میرا اپنا   جسکی سمجھ دیتا ہوں پتر واب ست سنگ میں
نہ ہوس دولت کی ہے نہ کوئی اپنا ڈیرہ   نہ مان شان عزت کی چاہ ہے رہتا ہوں ایسے ڈھنگ میں

سنہ ۱۹۴۲ء میں ریٹائر ہونے کے بعد نہیں چاہتا تھا کہ کام کروں کیونکہ اس کام میں بہت تکالیف ہیں۔ لیکن چونکہ داتا نے حکم دیا تھا مجبور ہو کر بابا ساونو لے شاہ کے دربار میں گیا۔ اپنی حالت بیان کی۔ اس خیال سے کہ جو حکم وہ دیں گے۔ اُسے داتا کا حکم سمجھ کر عمل کرونگا آپ نے میری اُن پُر مست غزلوں کو سُن کر جو میں نے عالم مستی یا وجد کی حالت میں صرف پندرہ منٹ میں کہیں تھیں۔ فرمایا۔ گورو آگیا۔ مقدّم ہے۔ کام ضرور کرو۔ گھر میں رہ کر کام کرنے سے تکلیف ہوگی اس لئے بہتر ہے دھام چلے جاؤ۔ میں نے عرض کی۔ مہاراج دھاموں ڈیروں اور دائروں میں سچائی نہیں رہ سکتی۔ اُن کو چلانے کے لئے ہیرا پھیری کرنی پڑتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب داتا نے مجھے لاہور میں اس کام کی تلقین کی تھی۔ تو میرے اس سوال کے جواب میں کہ میں تو کچھ جانتا نہیں دوسروں کو کیا بتاؤں گا۔ فرمایا تھا۔ فقیر جو کہو گے ست ہوگا۔ بابا ساونو لے شاہ نے سُن کر فرمایا۔ بے خوفی سے کام کرو۔ اور میری ہر طرح سے مدد کرنے کا وعدہ فرمایا۔ میں اُن کی حوصلہ افزائی کا ممنون ہوں۔ جو کام موج نے مجھ سے لینا تھا لے لیا۔ اب میری آخری عمر ہے۔ اگر کسی کو ست سنگ کی ضرورت ہو تو وہ مل سکتا ہے۔ ہوشیارپور رہتے ہوئے ملازمت کی وجہ سے

میں سوائے اتوار کے وقت نہیں دے سکتا اگر روزی کا بندوبست دیال دھام میں یا کسی دوسری جگہ ہو گیا۔ تو شاید پچھلی زندگی وہاں رہوں۔ ورنہ ہوشیارپور رہوں گا۔ پیٹ کا کرم لازمی ہے۔

باب ۳

سُمرن - دھیان بھجن مسلسل

چلا چل ارے من کبھی تو تو مر ہی جائیگا بعد مرنے کے تیرے تجربہ کون بتائیگا
شاید اسی لیے ہوا ابھی تن من کا کلیور قائم کہیے جو کچھ کہنا ہے پھر کون کہنے کو آئے گا

جسمانی اور دِلی نقطۂ نگاہ سے سُمرن - دھیان اور بھجن کی بہت کچھ وضاحت ہو چکی ہے۔ اب میں روحانیت ست پد یا آتمک اوستھا کی بابت اپنے خیالات اور تجربات کا اظہار کرتا ہوں ؎

کون سمجھیگا مری باتوں کو سمجھ نہیں آتی مدح لکھانے سے کبھی باز مگر نہیں آتی
شائد منظور ہو قدرت کو یہی جو لکھ رہا رازِ حق کو لفظوں کے بھیس میں ہوں لا رہا

دوستو! اگر آپ اپنی عملی زندگی کے تجربات اور رہنی پر بغور وِچار کرو گے۔ تو میرے کلام میں سچائی پاؤ گے۔ اور اگر میرے کلام کی کتابوں کی تحریر سے مطابقت کرو گے۔ تو بھرم میں پڑو گے۔ خیر سنو!

یوگ سادھن لاکھ کرو تم رہنی میں نہ ہو گے مکمل
لفظ ہیں میرے جو لکھ رہا ہوں بعد کرنے کے عمل ؎

آپ شاید میری بات کو ویسے صحیح تسلیم نہ کرو گے۔ جو الجھا ہو گے خیر سنو! حقیقت کی نظر سے سنتوں نے یوگیوں تک کا کھنڈن کیا ہے۔ اُن کی بانیوں کو پڑھ کر دیکھو۔

جس وقت میں سنام میں اسٹیشن ماسٹر تھا۔ ایک وکیل صاحب جن کا نام مجھے اس وقت یاد نہیں تشریف لائے وہ حضور معلےٰ و مقدس رائے سالگرام صاحب کے شاگرد اور داتا دیال کے گورد بھائی تھے۔ اُنہوں نے دریافت فرمایا۔ سوامی جی مہاراج کے چولہ چھوڑنے کے بعد تین گدیاں بنیں۔ آپ جانتے ہیں کہ گوروائی کی غلط سمجھ تعصب اور پکشپات پیدا کرتی ہے۔ ست سنگی بچارے پہلے سوامی جی کے ست سنگ میں جاتے رہے۔ پھر حضور مہاراج کے ست سنگ میں۔ کسی بات پر دونوں طرف کے ست سنگیوں میں کوئی اَن بَن ہوئی۔ تب وکیل صاحب کہنے لگے کہ میرے سامنے حضور مہاراج نے فرمایا تھا کہ ست لوک کے دروازے پر میں کھڑا ہوں۔ ان میں سے کوئی وہاں نہ جا سکے گا۔ تب وکیل صاحب نے مجھ سے کہا کیا آپ اس راز کو کھول سکتے ہیں۔ اُس وقت تو میں نے انکار کیا۔ لیکن آج وقت اس راز کے کھولنے کا آگیا ہے ؎

کرتا ہوں اظہار میں اُس راز کا بے خوف و خطر ہو کر
اسی راز کو پانے کے لئے جیون کیا ہے میں نے بسر

ست پد زندگی کی اُس حالت یا اوستھا کا نام ہے جہاں پہنچ انسانی ہر قسم کی آرزو۔ چنتا۔ تمنّا یا خواہشات سے بری ہو جاتی ہے۔

جب تک سُمرن اور دھیان ہے۔ یا بھگتی پریم اور وچار ہے ست پد کی اوستھا نہیں آسکتی۔ پھر سُن لو! ابھیّاس صرف سادھن ہے۔ تجربہ ہے۔ مگر منزلِ مقصود نہیں ہے۔ کوئی آدمی لاکھ ابھیّاس کرے۔ رات رات بھر جاگتا رہے۔ اُسے آنند تو ملیگا۔ سِدّھی اور شکتی بھی پراپت ہوجائے گی۔ دنیا میں سادھو اور مہاتما بھی کہلائے گا۔ مگر ست پد کی پراپتی نہیں ہوگی ؎

اے بانی تُو کر مدد میں کرسکوں ظاہر راز کو
افسوس تم میں ہے نہ طاقت جو بتا سکو راز کو
ہو کے مجبور مثال دیتا ہوں اگر کوئی سمجھ سکے
سَین بَین بِن اور نہیں ہے چارہ کھولوں راز کو

(۱) تُم گھر آئے۔ کسی کارن بیوی غصّے میں بھری ہوئی ہے۔ تم نے اس کی حالت دیکھی اور تمہارے دل میں ایک قسم کی اشانتی فکر اور کھلبلی پیدا ہوئی۔ ایسا کیوں ہوا۔ اس لئے کہ تمہارا اس سے تعلّق ہے۔ اس پر درشٹی پڑنے سے سائنس کے اُصول کے مطابق اُس کا تم پر پربھاو پڑا۔ اور متاثر ہو گئے۔

(۲) کتّا اور کتیا کسی جگہ وِشے کما رہے ہیں۔ تمہارا وہاں سے گذر ہوا۔ نگاہ پڑ گئی۔ چونکہ تم میں کام کا سنسکار موجود ہے متاثر ہو گئے۔

اِسی طرح خارجی اثرات کے زیر اثر آنے کے لئے انسان مجبور ہے۔ سنت وہ ہے جو انتشار میں نہیں آتا۔ ہر خارجی اثر یا نظارہ کو

قدرت کا ایک کھیل سمجھتا ہے اور متاثر نہ ہوتا ہوا اپنے آپ میں اڈول گتی میں رہتا ہے۔ بے خوف، بے غم۔ چنتا رہت۔ وہ نہ کسی خدا یا ایشور کا پجاری ہوتا ہے۔ نہ گورو کا سیوک مگر اُس میں کسی طرح کا اہنکار بھی نہیں ہوتا۔ غرضیکہ وہ اپنی مثال آپ ہوتا ہے۔ یہ اِشارہ محض ہر وچار سے سمجھنے کی کوشش کرو۔ اور جو شخص ایسے پُرش سے تعلق قائم کرتا اور پریم رکھتا ہے۔ اُس میں بھی وہی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ دوسرے میں نہیں ہو سکتی۔

چونکہ سنت خود اُس حالت میں رہتا ہے۔ اس لئے مستحق اور خواہش مند ادھکاری ایسے پُرش کے درشن اور پریم سے یا اُس کے ساتھ تعلق جوڑنے سے اُس وقت خود بخود اُس اوستھا میں چلے جاتے ہیں اور اگر وہ راز کو سمجھ کر اُس اوستھا میں ٹھہرنے کا جتن کریں۔ تو وہ اُس اوستھا کو ہمیشہ کے لئے اپنا سکتے ہیں۔ اُس اوستھا کو اپنانے کے لئے بھی اس چیتن دیش میں سُمرن۔ دھیان اور بھجن کرنا ہوتا ہے۔ وہ کیا؟۔ اُس اوستھا کی یاد۔ یعنی بے غمی بے فکری۔ بے خواہشی اور نِردوندیتے کی یاد سمرن اور اُس اوستھا کا تصوّر جو کہ اپنا آپ ہے دھیان اور اُس اوستھا میں لے ہو جانا بھجن کہلاتا ہے۔ ہاں اس اوستھا میں جو سمرن، دھیان اور بھجن ہوتا ہے۔ وہ پہلے کے سُمرن۔ دھیان اور بھجن سے مختلف ہوتا ہے۔

شاذ کوئی برلا انسان میری بات کو سمجھیگا۔ اس لئے اب اور زیادہ نہیں کہنا چاہتا۔ سوائے اُس کے جس نے زندگی میں تجربہ کر لیا

ہو۔ دوسرا سمجھا بھی نہیں سکتا ہے

بے عمل کا علم ہے بے سود۔ اس سے نفع کیا
علم کا عامل تھا جو سچا سخن داں ہو گیا

بن کرنی ابھیاس بن کہن سنن سے دور

اس کے متعلق کبیر صاحب کا شبد کافی ہے

سنتو سہج سمادھ بھلی۔ گورو پرتاپ بھیو جا دن سے سرت نہ انت چلی
(۱) آنکھ نہ موندوں کان نہ روندھوں کایا کشٹ نہ دھاروں
کھلے نین میں ہنس ہنس دیکھوں سندر روپ نہاروں
(۲) کہوں سو نام سنوں سوئی سمرن کھاؤں پیوں سو پوجا
گرہ اُدیان ایک سم لیکھوں بھاؤ مٹاؤں دوجا
(۳) جہاں جہاں جاؤں سوئی پرکرما جو کچھ کروں سو سیوا
جب سوؤں تب کروں ڈنڈوت پوجوں اور نہ دیوا
(۴) شبد نرنتر منوا راتا ملن باسنا تیاگی
اُٹھت بیٹھت کبھوں نہ بسرے ایسی تاڑی لاگی
(۵) کہیں کبیر یہ رہنی اُنمنی سو پرگٹ کر گائی
دکھ سکھ کے اک پرے پرم سکھ تہی سکھ رہا سمائی

شبد دوسرا

(۱) جس کے من نہیں چنتا ویاپے جگ میں وہی ہے داس فقیر
اچلے رہے چت گورو پد راکھے دھیر بھیر گنبھیر

(۲) شانت بھاؤ بیوہار پرمارتھ کبھی نہ ہو دلگیر
اپنی پیر نہ آدہیں سالے لگے پرائی پیر

(۳) پر کی پیر نہ جسے ستاوے سو ادھرم بے پیر
اپنا روپ سنبھالے پل پل کاٹ موہ زنجیر

(۴) یہ فقیر ہے گورو کا پیارا مہابیر چیت دھیر
چاہ گئی چنتا سب بھاگی آیا کھوندھو تیر

(۵) ہنس روپ دھر تیاگ نیر کو گہہ لیا گیان کا شیر
رادھا سوامی گورو کا سچا بالک ہر وراگ کا چیر
تن کے رہتے مکت ودیہی سہے نہ دوند شریر

باب ۴

سمرن - دھیان مسلسل

نام (سمرن - دھیان بھجن) جس کی تعلیم کلجگ میں سنتوں اور دھیان پرستوں نے انسانی زندگی کو بہتر بنانے اور انت میں پرم پد کو پراپت کرنے کے لئے دی تھی۔ اس کی وضاحت میں نے ذاتی انبھو کی بنا پر بہت کچھ کر دی ہے۔ مگر یاد رکھو جس ستھان سے نام شروع ہوتا ہے یا جس حالت سے نام کی پراپتی شروع

ہوتی ہے۔ جب تک اُس حالت کا ذاتی تجربہ انسان کو نہیں ہوتا وہ لاکھ سر پٹکے۔ پورا فائدہ اسے نہیں ہو سکتا۔ خواہ روچک۔ بھیانک باتوں کے سلسلہ میں کوئی کچھ کہے اور نام دینے والے لاکھوں کو نام دیتے بھی ہیں اور روچک بھیانک تعلیم کے دوارا اُن کی تسلّی کی بھی کوشش کی جاتی ہے۔ مگر یاد رکھو۔ اُصول اُصول ہے۔ اور وہ اُصول کیا ہے۔ وہ اُصول ایک من کے ٹھہراؤ کی حالت ہے۔

جب تک من کی ترنگیں اور اُمنگیں کم نہیں ہوتیں۔ اس نام یعنی سُمرن۔ دھیان اور بھجن کی ابتدا بھی اصلی طور پر نہیں ہوتی۔ اور چونکہ عوام میں سچائی کی تعلیم کے ادھکاریوں کا فقدان دکھائی دیتا ہے۔ اس لئے من کی ترنگوں کو روکنے اور خواہشات کو بس میں رکھنے کے لئے مہاپرشوں نے انسانی پرکرتی کے اختلاف کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بے شمار طریقے رائج کئے۔ ان میں سے چند ایک کا مختصراً ذکر کرتا ہوں:۔

۱۔ کیرتن۔ روچک نقطۂ نگاہ سے من کی ترنگوں کو روکنے کے لئے کیرتن یا شبد پاٹھ وغیرہ

۲۔ بھگتی مارگ۔ روچک نقطۂ نگاہ سے من کی ترنگوں کو روکنے کے لئے وشواس اور پریم۔

۳۔ کرم مارگ۔ من کی ترنگوں کو روکنے کے لئے کرم مارگ یا انسان کو مختلف قسم کے کرم کا اُپدیش۔

۴۔ گیان مارگ۔ شاستروں اور بانیوں و بچنوں کا بلا ناغہ سوادھیائے جو ان ہر قسم کے خیالات والے کے لئے اکثر مفید ہوتا ہے۔ یہ ابتدائی تعلیم ہے۔

لیکن سچائی کی تعلیم یہ ہے کہ جب تک کسی کا اجپا جاپ مکمّل نہیں ہوتا۔ وہ کسی کامل پُرش کے کلام کو سمجھنے کے ناقابل ہوتا ہے۔ مگر اجپا جاپ کرنا بھی آسان نہیں ہے۔ کہنا اور بات ہے اور عمل میں لانا دوسری بات ہے۔ سوال کیا جائے گا کہ اجپا جاپ کا عمل کامیابی سے کیوں نہیں ہوتا۔ یا من کیوں نہیں کرسکتا آخر کوئی سبب تو ہوگا۔ میں جواب دیتا ہوں۔ سبب ہے اور ضرور ہے۔ اسکا سبب ویرج کی کمزوری اور مانسک وِچار ہے۔ کان کھول کر سُن لو۔ کوئی شخص اُس وقت تک ہرگز نام کو ہدایت نہیں کرسکتا جب تک وہ وِشے وکار کی عادت سے چھٹکارا نہیں پاتا۔ لیکن خیال رہے میرا مطلب گرہست جیون تیاگ سے ہرگز نہیں ہے۔ یہی کارن تھا کہ سوامی جی کے وقت میں ہر شخص کو نام نہیں دیا جاتا تھا ؎

وشیوں سے جو ہوئے اُداسا
پرمارتھ کی جا من آسا

اور اگر ایسے شخص کو نام دے بھی دیا گیا تو اُسے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس کا ثبوت اُن نام دھاری ست سنگیوں کا جیون ہے جو رسمی طور پہ نام لے لیتے ہیں اور عملی جیون میں نہیں آتے۔

اب میں آپ بیتی سُناتا ہوں۔ سولہ سال کی عمر میں گرہست جیون

میں داخل ہوا۔ گو بچپن سے خیالات اور جذبات پریم اور بھگتی کے ضرور تھے مگر من کے اندر ترنگیں کبھی زوروں پر تھیں۔ وہ جذبہ پریم اور عشق یا موج داتا کے چرن کمل میں لے گیا۔ نام بھی مل گیا۔ مگر برسوں تک پریم کے جذبات اور ابھیاس کے مناظر میں کھیلتا رہا۔ من کی تھرتائی سے کورا رہا۔ داتا نے میرے ساتھ مختلف کھیل کھیلے۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ موج سے میرا تبادلہ بصرہ بغداد کو ہو گیا۔ اور بارہ [۱۲] سال تک تنہا وہاں رہا۔ اُس تپ کے جنون نے جس کی وجہ سے میرا مانسک برہمچریہ قائم رہا۔ میرا کام بنایا۔ آپ سُن کر حیران ہوں گے کہ بارہ [۱۲] سال کے طویل عرصہ میں میں نے بصرہ اور بغداد شہروں تک کو نہیں دیکھا۔ اپنے مکان اور دفتر سے ہی تعلق رکھا۔ نہ کسی سے ملنا نہ جلنا۔ چند ست سنگی دوستوں میں زندگی گذاری۔ اور پریم اور بھگتی کے جذبات نے یکسوئی اور تھرتائی دلائی۔ میں پھر کہتا ہوں کہ نام کوئی اور چیز ہے۔ اور کیرتن۔ گانا۔ بجانا۔ اور مختلف قسم کی بھگتی دوسری چیز ہے۔ ان کا کوئی تعلق نام کے ساتھ نہیں ہے۔ گو یہ ابتدائی سادھن ہیں۔ اس لئے پہلے ان لوازمات سے گذرنے کے بعد پھر اجپا جاپ کی باری آتی ہے۔ اور اس کے بعد جب اجپا جاپ کامیاب ہو جاتا ہے۔ تو پھر کسی کامل کے بچنوں کے سمجھنے کی قابلیت آ جاتی ہے۔ اس سمجھ سے کام لے کر اور اپنی خواہشات کو کنٹرول کر کے جب خواہشمند ہنس دل کنول۔ ترکٹی۔ سُن۔ مہاسُن۔ بھنور گپھا وغیرہ کے مرکزوں پر بیٹھ کر ایکاگر ہوتا ہے۔ تو اس میں وہ سب باتیں پیدا ہو جاتی ہیں جن کی ایک کھوجی کو

ضرورت ہوتی ہے۔ مجھے اکثر ست سنگی ملتے ہیں۔ جو اپنی کمیوں کی شکایت کرتے ہیں۔ اگر وہ صرف اجپا جاپ کی طرف توجہ دیں تو ضرور کامیاب ہوں گے۔ اِسی کا دوسرا نام نام مالا بھی ہے چونکہ دُنیاوی زندگی میں عوام کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ اپنی زندگی کو بہتر حالت میں گذاریں۔ اس لئے ضروری ہے کہ پہلے انسانیت کا سبق پڑھا جائے۔ جو صحیح معنی میں انسان ہی نہیں ہیں۔ اُن کو نام دان دینا بنجر زمین میں بیج ڈالنا ہے۔ ان تجربات کی بنا پہ میری سمجھ میں یہ بات آئی کہ نام کی تعلیم کے ساتھ انسانیت کی تعلیم لازمی اور لابدی ہے۔ اس انبھو کے بعد اتفاق سے مجھے داتا دیال کی (Light on Anand yog) لائٹ اون آنند یوگ نامی انگریزی کتاب پڑھنے کا موقع ملا۔ وہاں اخلاقی تعلیم کے سلسلے میں داتا کا یہ فرمان پڑھا 'Be 'Mam'

Entire and whole, and in every thing.

اسی لئے ست سنگی بھائیوں کو میں صلاح دیتا ہوں کہ پہلے وہ انسان بنیں۔ اپنے اخلاق۔ چال چلن اور روش کو بہتر بنائیں۔ پھر اس کے بعد نام کی پراپتی ہو گی میں نے اپنا تجربہ بتا دیا۔

اب رہ جاتا ہے سوال مُکتی یعنی آواگون سے چھٹکارا پانے کا

زندگی اور موت دونوں درد کی ہیں صورتیں
دُور ہو گا کیسے یہ بے سود درماں ہو گیا

بعض اشخاص خیالی عقلی اور وچار کی حالتوں میں اپنے آپ کو مُکت مان لیتے ہیں۔ یہ بھی بہتر حالت ہے۔ یا عالمِ مستی میں آنند کی پراپتی کرتے

ہیں۔ یہ بھی مبارک ہے۔ مگر میں نے جیون میں ایک ایسی حالت کا انبھو کیا ہے۔ جہاں انسان اپنی ہستی یا فردیت کو کھو جاتا ہے ؎

میں بنا جاتا رہا جب تو بنا بھی دور ہے
مٹ گیا میں تو کا جھگڑا کشمکش کافور ہے

نہ آنند ہے نہ وچار ہے نہ کرم دھرم اور گیان ہے
نہ سکھ نہ دکھ نہ کلیش کچھ نہ جان ہے نہ بے جان ہے
خدا نہیں خدائی نہیں جہاں ایک تتو پردھان ہے
آپ اپنے آپ میں ہے وہ۔ تب وہاں نروان ہے

آواگون سے چھٹکارا اُس وقت تک نہ ہوگا جب تک چوتھے پد کی پراپتی نہ ہوگی۔ افسوس یہ ہے کہ میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں اُس کے اظہار کے لئے لفظ نہیں ملتے۔ تاہم کوشش کرتا ہوں۔ اگر کوئی سمجھ سکے تو بہتر۔ مگر ہے مشکل۔ گو کبیر صاحب کا شبد جو پہلے باب میں آیا ہے (سنتو سہج سمادھ بھلی) چوتھے پد پر واضح روشنی ڈالتا ہے اور سنو! چوتھا پد کیا ہے۔ انبھو ہے۔ سار گیان ہے۔ زندگی کی وہ حالت ہے جس میں انسان کی بدھی کے اندر کسی قسم کا وہم۔ بھرم۔ شک یا تمنا نہیں رہتی۔ بچوں جیسا سرل سبھاؤ رہتا ہے۔ مگر یہ حالت زندگی کے تجربہ کے بعد آتی ہے۔ تجربہ سے مطلب ابھیاس سے ہے۔ اور اس تجربہ یا ابھیاس کو کرانے والا ماہر ہی کامل انسان ہوتا ہے۔ اسی لئے سنتوں نے چوتھے پد کی تعلیم دیتے ہوئے حکم دیا ہے کہ کسی کامل انسان کا ست سنگ کرو۔ ۲½ گھڑی کا ست سنگ سو برس کی عبادت

سے بڑھ کر ہے۔ مگر کن کے لیئے جن کا چت سماہت ہے۔ اور وہ سماہت بنا بغیر اجپا جاپ یا دھیان یا شبد یوگ کے نہ آئے گا۔ جب میں لکھنؤ میں تھا۔ داتا دیال نے حکم دیا ہوا تھا۔ جو خواہشمند ہو اُسے نام دان دے دو۔ کیونکہ وہاں بہت سے ست سنگی تھے۔ مگر جب اُن کی ورتی تھر ہو جائے۔ یا دو منٹ لفظوں میں گورو مورتی پرگٹ ہو جائے یا اجپا جاپ پورا ہو جائے تو اُن ادھکاریوں کو میرے پاس بھیج دو۔

افسوس ہے ہ

جو کچھ کہ کہنا چاہتا ہوں میں بیاں کر سکتا نہیں
افسوس ہے دل کے تخیل سے مفہوم کیا جاتا نہیں
اِس لیئے ست سنگ سے مکھیہ پرکن کیلیئے سُن لو ذرا
جن کی ورتی تھر ہو۔ دوسروں کے لئے بے فائدہ
ست سنگ دو پرکار کے ہیں اک نورتی اک پرورتی
دونوں کا آدھار ہے کستی کامل انسان کی دیا
سمجھ کر کے یہ بھید موج میرے دل کو ہے کہہ رہی
اُٹھ کھول در ست سنگ کا شاید کسی کا ہو جائے بھلا
دیتا ہوں نوید پر اسے ست سنگیوں کو سمجھ کر بھائی
صحبت کرو میری سمجھا دونگا تیں بن کا لے آسرا
تن تھر من تھر سُرت نرت تھر کر کے بیٹھو ست سنگ میں
پھر اُٹھاؤ انبھو کی باتوں کا لطف اور مزا
دُنیاوی زندگی کے لیئے کچھ اور ہے پرمارتھ کیلئے کچھ اور
جس چال کی بھاونا ہے ویسا ہوگا فائدہ

کئی بار خیال آتا ہے پڑھنے والے شاید مجھے دیوانہ سمجھیں یا آہنکاری خیال کریں مگر یہ بات نہیں ہے۔

موکش مُولم گورو کرپا

مگر یاد رہے۔ گورو کی کرپا کوئی پھونک مارنا نہیں ہے۔ بلکہ راز یا بھید کو سمجھا دینا ہی گورو کرپا ہے بشرطیکہ گورو راز کا واقف ہو۔ ساتھ ہی ورتی یا جپ تپ کئے بغیر کوئی شخص راز کو سمجھ بھی نہیں سکتا ہے حضور بابا ساون شاہ فرمایا کرتے تھے۔ اندر وڑو۔ پردہ کھولو۔ اندر وڑنا من کو ٹھہر کرنا ہے اور راز کو پانا پردہ کھلنا ہے۔

آخری انکشاف جو سمرن۔ دھیان ادھیئن کے بعد ہوا

ایک بار میں نے ہاتھ باندھ کر مرشد سے یوں تھا سوال کیا
وہ کیا بھید ہے سنت مت میں جو اوروں میں نہ تھا
کیوں سب مذاہب کو کال مت اور مایا مت کا نام دیا
وہ دیال مت کیا ہے جس کے اظہار کے لئے آپ نے کام کیا
دیکھ کر میری طرف ہنس کر بولے تھے میرے پیارے دیال
چلا چل ہمت باندھے اک دن تو پائے گا راز کال کی
اشارے میں کہا تھا بے ضرورت یہاں کچھ نہیں ہوتا
ضرورت ہوئی تو تو آیا اور میں بھی پرگٹ ہوا

چونکہ میں نے اس ضرورت کا کھوج لیا ہے۔ کہ کیوں ایسی ہستیوں کے ظہور کا کارن کیا ہے۔ اس لئے چند انکشاف کے زیر اثر کہتا ہوں ؎

خدا پرستی حق پرستی نفس پرستی یا دل پرستی ہے کال مت
سب پرستش چھوڑ انسان پرستی ہے دیال مت

کام آتا ہے جو اِنساں اِنساں کے اور سُکھ پہنچاتا اُسے
وہی اِنساں دیال ست میں ہے خدا پرستی کال مت
مذہب ملت مان و دولت حرص و ہوس سب کال ہیں
اُن سے نکلیں جو اِنسان وہی دراصل با کمال ہیں

مگر اُس خدا پرستی حق پرستی یا نفس پرستی یا اور دیگر پرستی سے نکلنا بیحد مشکل ہے۔ اِن سے نکلنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ کسی کامل اِنسان کا ست سنگ۔ اور وہ بھی جذباتی نہ ہو۔ گو ابتدا میں ست سنگ جذباتی ہی ہوتا ہے لیکن اگر باہری اِنسان کامل ہے تو آہستہ آہستہ وہ اِنسان کو اِنسان بنا دیتا ہے۔ اس لئے میرے خیال۔ وچار اور انبھو میں سب سے بہتر پرستش کسی کامل اِنسان کی خدمت ہے۔ اور وہ خدمت صرف یہ ہے ؎

درشن کرے بچن سُن سنے   سُن سُن کر نت من میں گُنے
گگن گگن کا رستہ لیتے اُن سارا   سار کا پڑھ پکڑ کرے آپا پرا
کر آپار بشِشٹ ہوا بھائی   جگ جوالا سب گئی نسائی

مجھے بیحد افسوس ہے کہ گو میں ظاہرا داتا کا پریمی رہا۔ مگر اصلی اور سچا پریم نہ کر سکا۔ یعنی میں نے اُن کی تعلیم کے مفہوم کو نہ سمجھا۔ آخر انہوں نے یہ علاج تجویز کیا۔ کہ مجھے ست سنگ دینے اور نام دان کا کام دیا۔ اِس لئے کہ شاید بات میری سمجھ میں آجائے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ فقیر تم میں ۹۹ نقص ہیں لیکن ایک گن ہے کہ تو Hypocrite نہیں ہے۔ اور یہ گن تجھے منزلِ مقصود تک لے جائے گا۔

دوستو۔ میں نہ اب گورو ہوں نہ چیلا۔ میری حالت کیا ہے
تین چھوڑ چوتھا پد دیکھا ست نام ستگورو کی کیتی جیتھا
داتا نے کام تیرو کیا تھا کر دیا
آرزو ہے پھیلے سنت مت یا مذہبِ انسانی
مٹیں انسان کے دل سے دویش نفرت اور جذباتِ نفسانی
خوشی سے جئیں بشر اور دوسروں کو جینے دیں
بات سمجھیں۔ قدر کریں آپس میں پاویں سچی زندگانی
مٹا کر تفرقہ زندگی کو خوشحال اور فارغ البال بنا دیں
مٹا کر اندھیرا اگیان خوشی سے زندگی بتا دیں

* * *

آخری اِلتماس

دوستو! ہرگز یہ خیال دِل میں نہ لانا۔ کہ داتا کے بعد میں نے یہ کام کسی ذاتی غرض کے لئے کیا ہے۔ چونکہ راماین اور مہابھارت وغیرہ کے مطالعہ سے مجھ کو اوائل عمر سے خارجی اثرات اِس قِسم کے مِلے تھے۔ اور پھر داتا نے سار بچن نظم اور حضور مہاراج مقدس کا جیون چرتر مطالعہ کے لئے میرے حوالے کیا تھا۔ ان اثرات کی وجہ سے میں ہر شے کو عملی طور پر جاننا چاہتا تھا۔ اب بھی مجھے کوئی دعویٰ نہیں ہے۔ صرف اپنا انبھو یا ذاتی تجربہ بیان کیا ہے۔ باقی میں کئی بار پڑھا تھا کہ یہ بھید کسی کو نہیں مِلا۔ اندر رہتا اندر ملکے وغیرہ وغیرہ

دل میں یہ جستجو تھی کہ وہ کون سی بات ہے جس کا کسی کو علم نہ ہوا ۔ اور جس کا اشارہ اس بانی میں آیا ہے ۔ اسی دھن میں عمر گذار دی اور جو سمجھ میں آیا ظاہر کر دیا ۔ میری تحریرات سنتوں کے مارگ کی ترجمانی کرتی ہیں ۔ اور سچے متلاشیوں اور ادھکاریوں کے لئے مشعل کا کام دیں گی ۔ کیا عجب ملک کے سچے ہمدردوں اور زندگی کی اصلاح کے خواہش مندوں کو میرے اس کام سے صحیح رہنمائی مل سکے اور کسی وقت وہ دورِ انسانیت لانے میں کامیاب ہو سکیں ۔ مذہبی تعصب کوڑھ ہے ۔ داتا نے تمام زندگی اس زمانے کے ماحول کو مدِ نظر رکھتے ہوئے پرچار کا کام کیا ۔ اور صلح کن تعلیم کے پھیلانے کی کوشش کی ۔ اور خواہش مند رہے کہ عام انسان بات کو سمجھ کر ایک پلیٹ فارم پر آئیں ۔

میں خواہش مند ہوں کہ آپ لوگ سنت کبیر ۔ گورونانک ست پُرش رادھا سوامی دیال ۔ تُلسی صاحب اور دیگر سنتوں اور فقیروں کی اصلی اور سچی تعلیم کی اشاعت میں میرے مددگار ہوں ۔ خود عامل ہوتے ہوئے اپنے عمل سے دوسروں کو مشعل ہدایت کا کام دیں ۔ میں کسی کو مجبور نہیں کرتا ۔

ذاتی تجربات نے ثابت کیا ہے ۔ کہ میں کسی کو کچھ دے نہیں سکتا ۔ ہاں اگر کچھ دے سکتا ہوں تو صرف اپنی ہمدردی اور اپنی کمائی کا سار ۔ میری کمائی میرا انبھو ہے ۔ جس کا اظہار میں نے بغیر کسی رکاؤ لپیٹ کے کر دیا ہے ۔ باقی زندگی کا ٹائم اگر موج کو منظور ہے تو ست سنگ کے لئے دینے کا ارادہ رکھتا ہوں ۔ چونکہ

اکثر لوگ میرے پاس آکر اپنا دکھ بیان کرتے ہیں۔ اور میری رہنمائی سے ان کو لابھ بھی ہوتا ہے اس لئے کوشش کرتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو سکے بے غرض بے لوث اور سچائی کی مجسم بنوں تاکہ ست سنگ کے بیچ سے دوسروں کو فائدہ پہنچے۔ عملی طور پر میں کسی مذہب۔ پنتھ یا دائرہ کا پیروکار نہیں ہوں۔ بلکہ کسی حد تک ہمہ دھرمی ہوں۔ ہاں اصول کے مطابق جو کچھ سمجھا ہے اس کا ثبوت کر کے کسی کی ہاں میں ہاں ملانا میرا شیوہ نہیں ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی اہنکار نہیں ہے کہ جو کچھ سمجھ میں آیا ہے وہی ٹھیک ہے۔

ہاتھ باندھ کے پھر پریم سے پڑھنے والوں اور سننے والوں سے عرض کرتا ہوں کہ

بھول چوک ہو میری تو نادان سمجھ کر کشما کرنا
میں کوئی خدا نہیں ہوں۔ انسان ہوں کشما کرنا
جرم ہوتا ہے نیت پر وہ رکھ کے صاف کہتا ہوں
جو کچھ کیا صاف نیت سے ایسا سمجھ دیا کرنا

بندنا

جسم و من کو رکھتے ہوئے در کو چھوڑ کہاں جاؤں
اس سنسار کے کھیل میں مجبور ہوں دیال نہیں لڑاؤں
موج کا لے کر آسرا بھول رہا سنسار کو
سچی بھگتی اور پریم کا دیا سے اب یہ پاؤں
یہی ہے بندنا یہی ہے کرم اور یہی گیان میرا

دیا کرو کرونا سے اب کہ تم میں سما جاؤں
اگر کچھ جیون باقی ہے تو لاج رکھنا اپنے نام کی
میں تیرے نام کو کسی صورت میں بٹہ نہ لگاؤں
آرزو ہو تو یہ ہو کہ کوئی آرزو نہ رہے
میں کو مٹا دوں اس طرح اس میں میں تو نہ ہو
آرزو باقی نہیں میری رہی ہے اب کوئی
دل کا پورا ہر طرح سے اب تو ارماں ہو گیا
زندگی اور موت دونوں درد کی ہیں صورتیں
دور ہو گا کیسے یہ بے سود درماں ہو گیا

آپ کا اور بنی نوع انسان کا سچا ہمدرد اور بہی خواہ
(دیال) فقیر

باب ۵

رادھا سوامی مت، کبیر مت اور نانک مت کی تعلیم وسچائی کی خصوصیت

جذبۂ دل مجبور کرتا ہے اور لکھ رہا ہوں با ہوش ہوں
تعصب نہیں ہے پکشپات نہیں ہے جنونی نہیں نہ مدہوش ہوں
مانتا ہوں سمجھنے والے کم ہیں۔ پھر بھی مجبور ہو کر ہوں لکھ رہا
کیوں حضرت کامل کے احسان سے ہونا چاہتا سبکدوش ہوں

یہ سُبکدوشی بھی امر مجبوری ہے۔ دُنیا میں آیا۔ ہوش آئی۔ تلاش ہوئی کس کی؟ میں کون ہوں؟ میرا آدھار کہاں ہے؟ مذہبی دُنیا کے اثرات نے جُستجوئی اور سودائی بنا دیا۔ پھر خواب نے یقین دلایا۔ تیرا آدھار مالک پایا اور کچھ کہو۔ داتا دیال مہرشی جی کے روپ میں آیا ہوا ہے۔ پروانہ بن کر شمع پر فِدا ہونے لگا۔ وہاں سے رادھاسوامی مت کے Technical الفاظ کی بِنا پر نام دان ملا۔ زندگی تجربات کے مرحلوں سے گذرتی گئی۔ چونکہ داتا دیال نے اپنی دُنیاوی زندگی کو میرے خیال سے اس وجہ سے تباہ کر لیا تھا کہ وہ رادھاسوامی لفظ کے سہارے اشاعت کا کام ساری زندگی کرتے رہے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ غیر مذاہب کے لوگ تعصّب کی وجہ سے مستفید نہ ہو سکے۔ اور خود رادھاسوامی مت والے گُروڈم کی غلط سمجھ کی وجہ سے اُن سے بھاگتے رہے۔ اور رازِ حقیقی کو نہ سمجھ سکے۔

دوسروں کے متعلق کیا کہوں۔ میرے اپنے دائرہ کے بہت سے بھائی کورے رہے۔ کورے رہنے سے میری مُراد یہ ہے کہ وہ اپنی دُنیاوی۔ مانسِک اور آتمک زندگی میں Satisfaction کو حاصل نہ کر سکے۔ ابتدا میں میری بھی یہی حالت تھی۔ اِس کی وجہ صرف یہ تھی کہ داتا دیال کا کلام رمز و کنایہ میں ہوتا تھا اور میرے دل پر سارے بچپن نظم و نثر اور مذہبی کتابوں کے خیالات کا گہرا اثر موجود تھا اور کچھ مانسِک کمزوریاں ایسی تھیں جن کے اثرات کی وجہ سے میں مدت تک اپنی گرہ کو کھولنے میں سپھل نہ ہو سکا۔ مجبوراً اپنے آپ کو مختلف تجربات کے مرحلوں سے گذرنا پڑا۔ تاکہ وہ شے مجھ کو مل جائے۔

اُن میں سے پہلی حالت ۔ (To be true to my own self) اپنے آپ میں سچا ہونا۔
دوسری حالت (Perfect Surrender to my Adhar) اپنے آپ کو مکمل طور سے اُس کے حوالے کر دیا۔
اور تیسری حالت اپنے آپ کو ہر قسم کی ذاتی اغراض سے آزاد رکھنا ہے۔

زندگی کے انچھوتے جہاں پہنچایا یا جو سمجھایا۔ اُس کا اظہار اپنے پرالبدھ کرم کے بھوگ کے زیر اثر کرنے کے لئے مجبور ہوں میں نے اپنی تحریرات میں بہت کچھ سچائی سے کام لیا ہے۔ اور سچائی پسند انسان اور وہ صاحب جنہوں نے اس راستہ پر سفر کیا ہے۔ اُس سچائی کو تسلیم کرتے ہیں۔ ہاں متعصب سکھی یا گروڈوائی کے دلدادہ ممکن ہے اتفاق نہ کریں۔

اتفاق سے کل ایک گاؤں میں ہونے والے ست سنگ میں گیا۔ ست سنگوں میں عام طور پر بانی کو لے کر اُس کی تشریح کی جاتی ہے۔ رسماً میں بھی اس کی پابندی کے لئے مجبور ہو گیا۔
شبد بلاس

میں کہوں کون سے بھائی   کوئی میلی نظر نہ آئی
جو بات سنت بتلائی   کاہو سے میل نہ کھائی
ترلوکی سبھی سُنائی   چوتھے کا مرم نہ گائی
جس چوتھا لوک جنائی   سو اچرج کرکے بھائی
کوئی مانے نہ بہت منائی   اب کیسے ذکر کروں لکھائی

ہیں مجھ پہ ہی جیت لائی — بن مہر شردھا آئی
جو ستگورو نہیں بھائی — تو سمجھی بات بن جائی
تا ہیں یہ گنت بتائی — رادھا سوامی چُپ رہائی

دوستو۔ رادھا سوامی مت کی تعلیم ہے۔

تین چھوڑ چوتھا پد دیکھا — ست نام ستگورو کہی چینہا

اسی چوتھے پد کا سنسکار داتا دیال نے مجھ کو دیا تھا۔ آج میں اسی کی وضاحت کرنی چاہتا ہوں۔

مگر افسوس ہے بانی میری مدد نہیں ہے کر سکتی
لاکھ کروں میں کوشش اظہار نہیں ہے کر سکتی

پھر بھی ہمت کو باندھ کر کے آیا ہوں میدان میں
ٹھیکیدار ہیں سمجھانے کے گر خواہش ہے کسی انسان میں

سنو! اندرونی درجات جو کہ انسان کی اپنی ہی ہستی کے احساسات ہیں۔ اُن کی انتہائی منزل کیا ہے؟ بتلاؤ۔

یوگیو۔ ابھیاسیو۔ دھیانیو۔

انتر میں کیا ملتا ہے؟

وہی جس قسم کے سنسکار۔ خیال۔ خواہشات یا خارجی اثرات تمہارے من پر پڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ خواہ وہ اثرات ماں باپ سے وراثت میں لئے گئے ہوں۔ یا کتابوں کے پڑھنے یا سننے یا دیکھنے سے حاصل کئے گئے ہوں۔

اور جتنی جس کی قوت ارادی زبردست ہوتی ہے اتنا ہی اس کے خیال۔ سنسکار۔ خارجی اثرات اور خواہشات

اُن کے اندر Develop ہو کر منعکس ہوتے ہیں۔ کہو کیا
میں جھوٹ کہہ رہا ہوں؟ نہیں۔ یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ اور
اسی کا نام کال اور مایا ہے۔ اور جو شئے ان تمام مناظر کو دیکھتی سنتی
یا محسوس کرتی ہے۔ یا جو ساکشی روپ میں اس تمام کھیل کا آدھار
ہے۔ وہ کیا ہے؟

وہ تمہاری ذات ہے۔ جب انسان کو یہ سمجھ آجاتی ہے تو اُس کی
ذات اس ترلوکی کے کھیل کو دیکھتی سنتی اور محسوس کرتی ہوئی
بھی اس کے اثرات سے بری رہتی ہے۔ اس انبھو یا گیان کے
حق الیقین ہو جانے کا نام ہی چوتھا پد ہے۔ لیکن یاد رکھو۔ جب
تک جیو یا جس انتر کے سنشے میں ملے ہو کر استھیتی کو پراپت نہ
کرے گی۔ حق الیقین نہ ہوگا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ کسی کامل
انسان کی صحبت سے فائدہ اُٹھایا جائے۔ اسی لئے سنت مت
میں زندہ اور کامل انسان کی صحبت کو جو خود چوتھے پد کا باسی ہو
ترجیح دی گئی ہے۔ یاد رکھو۔ یہ صرف ایک کورس ہے جو بہت کم عرصہ
میں طے ہو سکتا ہے۔ مگر اس میں بھی وہی تعلیمی اصول کام کرتا ہے
کہ جیسے ہر طالب علم بی۔ اے یا ایم۔ اے نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح ہر
ابھیاسی اس حالت کو حاصل نہیں کر سکتا۔

جسم۔ دل اور روح ترلوکی ہے۔ انہیں کا دوسرا نام
ست۔ چت۔ آنند ہے۔ اسی طرح رچنا میں مایا دیش کال دیش
اور دیال دیش کی ترلوکی ہے۔ تمہاری احساسات میں کھیلنے کے
لئے ہر آدمی مجبور ہے۔ مگر ان کے کھیلوں میں اختلاف رہتا ہے

اسی طرح ہر پرانی مانسک تخیلات رکھتا ہے۔ مگر ہر شخص کے تخیلا
علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہر ابھیاسی۔ ہر یوگی اور ہر ابھیا
کے اندرونی مظاہرات میں اختلاف رہتا ہے۔ اور اس اختلاف
کا کارن اُن کی اپنی اپنی پرکرتی اور خارجی اثرات ہوتے ہیں
جب تک زندگی قائم ہے۔ کھیلنا لازمی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے
کہ چوتھے پد میں رہنے والے کا کھیل باقاعدہ اور منضبط ہوتا ہے
دوسروں کی یہ حالت نہیں ہوتی۔ ہاں جو منشیہ کسی کامل انسان
کی صحبت سے مستفید ہوتے ہیں۔ وہ اپنے کھیل کو
قوت ارادی سے بہت حد تک بہتر بنا سکتے ہیں۔ دوسروں کے
لئے اس کا امکان محال ہے۔ کہا ہے۔ برہم گیانی آپ پرمیشور
میں اپنے انبھو کے آدھار پر بآواز بلند صدا دیتا ہوں کہ
تک ملک کے مذہبی۔ سوشل یا پولیٹکل لیڈر اس چوتھے پد کے رہنے
والے نہ ہوں گے۔ اُن سے بھی نوع انسان کی بہتری کی امید رکھ
قطعاً امر موہوم ہے۔ ہاں امر موہوم ہے۔ پھر کہتا ہوں سے کا
میں اپنے خیال کے ثبوت میں حالات حاضرہ کی طرف آپ کی توجہ
دلاتا ہوں۔ غور کیجیے۔

ا۔ مذہبی دُنیا یا خدا پرستی کیا یہ اندھیر نہیں ہے کہ جس خدا۔ الل
پرمیشور یا برہمہ کی عوام پوجا کرتے ہیں اور جو اُن کی زندگی
مکمل آئیڈیل ہے۔ اُسی کے نام پر مختلف مذاہب بن بن کر
انسان انسان کے خون کا پیاسا بن رہا ہے۔ ہندوستان کی
تقسیم کے سلسلہ میں جو خونی ڈرامہ کھیلا گیا۔ کیا آپ اس سے

نکر ہیں؟ اور اب لاہور میں کیا ہو رہا ہے۔ سوچو۔ تواریخ کو پڑھو
ور خود نتیجہ اخذ کرو۔ کارن کیا ہے؟ قوموں یا پارٹیوں کے رہنما
ور لیڈر چوتھے پد کا انبھو نہ رکھنے کے کارن غلط رہنمائی کرتے ہیں۔

۱۔ مرشد پرستی۔ جو انسان مرشد پرستی کے دائرۂ عقیدت
یں شامل ہیں۔ وہ بھی تعصب، تنگدلی۔ اگیان اور جہالت کے
کارن ایک دوسرے کے بزرگوں کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اور اپنی
لط کاری سے دنیا میں نفرت پھیلاتے ہیں۔ کارن کیا ہے؟
ہی کہ چوتھے پد کا انبھو نہیں رکھتے۔ چوتھے پد کا باسی کسی صورت
یں بھی نفرت اور دویش کے زیر اثر نہیں آسکتا۔

۲۔ پولیٹیکل دنیا۔ ملک کے اندر مختلف جماعتیں کانگریس۔ اکالی۔
جن سنگھ۔ کمیونسٹ وغیرہ کام کر رہی ہیں۔ اور ہر پارٹی دوسری
پارٹی کے خلاف Power لینے یا قائم رکھنے کی کوشش کرتی ہے
وجہ؟ سب اپنی اپنی ذاتی غرض کو لے کر کام کر رہی ہیں۔ اور
قانون قدرت سے ناواقف ہیں۔ ؎

پات پات کے سینچتے پیڑ کو دیا سکھائے
مالی سینچے مول کو رتو آئے پھل کھائے

جب تک رہنماؤں اور لیڈروں کے دلوں میں سچا گیان
اور سچی سمجھ نہ آئے گی۔ اور عوام اُن کے عامل نہ ہوں گے۔ ملک
یں امن اور شانتی نہیں آسکتی۔

۳۔ خانگی زندگی۔ سوچو کون سا خوش قسمت گھرانا ہے۔ جہاں
پروار کے سب آدمی میل جول اور خوشی سے جیون گزارتے ہیں۔

گھر گھر میں لڑائی جھگڑا۔ بھائی بھائی میں تنازع۔ ساس بہو کی چھیڑ خانی۔ میاں بیوی کی اَن بَن۔ کیا یہ خوشگوار حالت ہے۔ سبب کیا ہے؟ اس کا کسی کو علم نہیں۔ وہ علم چھٹے پد میں رہنے والی مہان آتما سے ملتا ہے۔

۵۔ انسان کی انفرادی زندگی، ہر انسان دُکھی اور اشانت یا غیر مطمئن نظر آتا ہے۔ کیونکہ اسے علم نہیں کہ سُکھ اور شانتی کہاں ہے۔ سُکھ اور شانتی جِسم دُرستی۔ دِل دُرستی اور دماغ دُرستی میں ہے اور اِن کو دُرست رکھنے کی تعلیم صرف وہ پُرش دے سکتا ہے جو چھٹے پد میں رہتا ہے۔

اِس لئے مہان پُرشوں۔ سنتوں اور کامل انسانوں نے چھٹے پد کا انبھو کرنے کے بعد اپنا تجربہ بیان کیا اور انسانی زندگی کی بہتری کے لئے صرف ایک تجویز۔ تدبیر۔ صلاح یا منتر اس کا پبلک میں پرگٹ کیا۔ وہ کیا ہے؟ صرف نام دان سے

کلی کیول اِک نام ادھارا   سُرتی سُمرتی سنت مت سارا

اور وہ نام کامل اِنسان کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ اِسی کا نام سچا گورو مت ہے۔

چونکہ ابتدائے عمر سے مجھے یہ خیال رہا ہے کہ جو بات میری سمجھ میں آئے گی۔ یا زندگی کے تجربہ اور انبھو کو سچائی کے ساتھ ظاہر کر جاؤں گا۔ اِس لئے وہ خیال یا وِچار میرا پرالبدھ کرم بن گیا اور اِسی کرم کو کاٹنے کے لئے داتا نے حکم دیا تھا جس کے زیر اثر میں یہ کام کر رہا ہوں۔

اسی خیال کے زیر اثر میں اپنی زندگی کی دوڑ دھوپ کے نتیجہ کو اس چھوٹی کتاب کی شکل میں جس کا نام مانو دھرم پرکاش ہے اہل ملک کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ اور موجودہ لیڈران اور رہنمایان سے التماس کرتا ہوں کہ زندہ رہنے کے صحیح طریقے سے واقفیت حاصل کریں۔ جو چوتھے پد کے انجھو کے بعد ہوگی۔ اور جب تک زندگی ہے دُنیا میں نرپکش۔ نرلیپ۔ نربھو اور Balanced کی حالت میں جیون گذاریں۔ جئیں اور جینے دیں۔ جب میں اس شبد کی تشریح کر چکا۔ تو ایک ڈاکٹر صاحب نے جو ست سنگ میں موجود تھے۔ اور حضور بابا سردار بہادر جگت سنگھ جی مہاراج مرحوم کے شاگرد تھے فرمایا۔ کہ سردار صاحب نے مجھ سے فرمایا تھا۔ کہ انامی پد یعنی چوتھے پد سے آگے بھی بہت کچھ ہے جس کو Research کرنے والے کریں گے۔ اُن کی بات کو سن کر مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔ کیونکہ میں نے یہ جو منشیہ بنو کا آئیڈیل پیش کیا ہے یہ اُس عملی زندگی کی Research کا نتیجہ ہے اور اُس خوشی میں میں نے ایک خط سردار بہادر کے جانشین حضور سردار چرن سنگھ جی کو لکھا ہے۔ وہ بھی اس کتاب میں شامل کر رہا ہوں اور اُمید رکھتا ہوں کہ نام دھاری یا گورمت کے ماننے والے میری اس تحریر کو غور سے پڑھیں گے اور وچار کریں گے۔

آپ کا اور بنی نوع انسان کا سچا ہمدرد

(دیال) فقیر

نقل خط بنام سردار ہرچرن سنگھ جی مہاراج

پوجیہ بھائی اور عزیز سردار ہرچرن سنگھ جی مہاراج
رادھا سوامی

کل مجھے ایک گاؤں کے ست سنگ میں جانے کا موقع ملا۔ موج زبردستی لے گئی۔ اور وہاں جانے سے مجھے جو خوشی ملی۔ اُس کا بیان قلم کی طاقت سے باہر ہے۔ وہ خوشی کیوں ہوئی؟ سُنیئے!

میں متلاشئی حق تھا۔ چونکہ بچپن سے مذہبی اثرات دل پر موجود تھے۔ اُن کے زیر اثر مالک (یا کوئی اور نام رکھو) سے ملنے کی تمنّا پیدا ہوئی۔ اور اُس تمنّا نے جنون کی شکل اختیار کی۔ ایک خواب نے مجھے یقین دلایا کہ تیرا مالک داتا دیال مہرشی شیو برت لال جی مہاراج کے روپ میں آیا ہوا ہے۔ یہ خواب مجھے اُس ذات پاک کے چرن کملوں میں کھینچ لے گیا۔ وہاں سے سنت مت یا رادھا سوامی مت کی تعلیم کے مطابق نام دان ملا۔ جہاں تک مجھ سے بن سکا عملی زندگی میں سچّا رہ کر میں نے اُس کی کمائی کی۔ نہیں کہہ سکتا میں کہاں تک پورا اُترا۔ ہاں جہاں تک نیّت۔ ارادہ اور استقلال کا تعلق ہے میں سچّا رہا۔ نیّت صاف تھی۔ موج نے مجھے مان۔ دھن وغیرہ کی چاہ سے بچائے رکھا۔ مطلب یہ کہ طبیعت راستی پسند تھی اور ہے، جس بات کا ذاتی تجربہ نہ ہوا اُس پر یقین نہ لایا۔

اندرونی درجات جو کہ میری ہی ہستی کے احساسات یا کھیل تھے اُن سب کا تجربہ کرتا ہوا انتہائی منزل پر پہنچ گیا۔ کیا دیکھا؟ یہ کہ

وہ ہستی کی ایک ایسی حالت ہے جہاں میری اپنی فردیت گم ہو جاتی ہے اور جو کچھ باقی رہتا ہے وہ ذات ہے ؎

کیا ہے وہ کیا نہیں کون کہہ سکتا ہے کہ وہ کیا ہے　　بجز خاموشی کے اے پیارے اور نہیں کوئی چارہ ہے
جب تک ہے زندگی جسم۔ دل اور روح جو موجود ہیں　　انسان میں بس ہے جینے کیلئے جب تک یہ موجود ہیں

داتا دیال نے حکم دیا تھا کہ فقیر چولہ چھوڑنے سے پہلے نئی تعلیم کی ابتدا کر جانا۔ اس لئے ذاتی تجربہ کی بنا پر جو کچھ میری سمجھ میں آیا سچائی کے ساتھ ظاہر کر دیا۔ اور اسی سلسلہ میں انسان بنو کی صدا بلند کی۔ (کیوں ایسا کیا۔ اِس کے لئے مانو دھرم پرکاش نامی کتاب پڑھیں) کل کے ست سنگ میں سوامی جی کی بانی ہے ؎

میں کہوں کون سے بھائی　　کوئی میلی نظر نہ آئی
جو بات ست بتلائی　　کاہو سے میل نہ کھائی
ترلوکی سبھی سنائی　　چوتھے کا مرم نہ گائی
جس چوتھا لوک جنائی　　سو اچرج کرتے بھائی
کوئی مانے نہ بہت منائی　　اب کیونکر کروں لکھائی
میں سمجھ یہی چت لائی　　بن مہر نہ شردھا آئی
جو ستگورو ہوئیں سہائی　　تو سبھی بات بن جائی
تا میں یہ گنت مٹائی　　رادھا سوامی جب رہائی

کا پاٹھ ہوا۔ اور تشریح کی گئی۔ جب ست سنگ سماپت ہو چکا۔ تو ایک ڈاکٹر صاحب نے جو حضور بابا سردار بہادر جگت سنگھ جی مہاراج کے شِشیہ تھے کہا کہ ایک دن سردار بہادر موصوف نے مجھ سے فرمایا تھا کہ انامی دھام سے آگے بھی بہت کچھ ہے۔ کھوج کرنے والے کریں گے۔ اِن الفاظ کو سُن کر طبیعت پھڑک اُٹھی۔ اور جو خوشی ہوئی اُس کو بیان نہیں کر سکتا۔ اب

سوال یہ ہے کہ وہ کیا چیز ہے۔ جو نامی دھام سے بھی آگے ہے۔ سُنو! صرف یہ کہ انسان کا مذہبی جنون ختم ہو جاتا ہے۔ اور وہ جیون مُکت اوستھا میں رہتا ہوا سنسار کے بیوہار کو خوشی سے پورا کرتا ہے۔ ایسا بیوہار جو اُس کے اپنے لئے اور دیگر رشتہ داروں اور ملنے والوں کے لئے باہمی سُکھ اور شانتی کا باعث ہوتا ہے۔ بہ الفاظ دیگر انسان نرلکش، غیر متعصب نرویر۔ نربھو اور شانت رہتا ہوا قدرتی جیون گذارتا ہے۔ یہی سچی انسانیت ہے۔ اسی کا نام شانِ انسانیت ہے اور یہی چوتھا پد ہے۔

یا یوں سمجھئے کہ ترلوکی یعنی جسمانی۔ دلی اور روحانی احساسات سے اُوپر آ کر ان کو اپنے اختیار میں رکھنا اور اُن اُصولوں کے مطابق زندگی گذارنا جس سے جسم، من اور رُوح درستی کی حالت میں رہیں اور اُس کے عملی جیون سے دوسروں کو بھی یہ چیز ہدایت ہو اسی کا نام چوتھا پد ہے۔

آپ چونکہ سچائی پسند طبیعت رکھتے ہیں۔ اس لئے آشا رکھتا ہوں کہ میرے خیال سے مطابقت رکھتے ہوئے عوام کی صحیح رہنمائی کریں گے۔ اور اس نئی زندگی کے دور کو لانے کے لئے اپنا جیون گذاریں گے۔

کیا ہی اچھا ہوتا آپ کچھ دن میری صحبت میں رہتے۔ یا مجھے آپ کی صحبت میں رہنے کا موقع ملتا۔ تو ایک دوسرے کے وچاروں سے فائدہ حاصل کرتے اور مل جل کر کسی خاص نتیجہ پر پہنچ کر کام کی ابتدا کرتے۔ آپ کا (Field) قدرتاً زیادہ ہے۔ آگے آپ مالک ہیں۔ جو خیال آیا لکھ دیا۔ خوشی اس واسطے ہوئی کہ میرا انبھو ٹھیک نکلا۔ باباجی کے الفاظ نے CONFIRMATION کر دی ہے۔

آپ کا اپنا آپ (دیال) فقیر

چلا چل مسافر جب تک ہے تیری زندگی
زندگی میں وہ کام کر جس سے ملے خورسندگی

گورو نے نام دیا۔ کمایا۔ اور اُس کا پھل یہ ہے ملا
کٹ رہی ہے خوشی سے اوروں کی بھی گذارو خوشی زندگی

یہ جہاں اک کھیل ہے ہم آئے ہیں کھیلنے کے لیئے
کھیل لے کھیل خوشی کا یہی ہے اصلی اور سچّی زندگی

پُورے مُرشد نے پوری مت دے کر آزاد خوشحال کر دیا
نکالا کال اور مایا کے دلدل سے بخشی ہے شانتمے زندگی

بے فکر، بے غم، بے چنت ہو کے رہا ہے مستانے فقیر
یکشات تعصب اور ٹیک کی دے چھوڑ اب تو زندگی

آزاد ہوا۔ آزاد ہوا۔ آزادی لائے دُنیا میں اک نئی بہار
جئیں بشر خوشی سے اور خوشی کی ہے سدا اُنکی زندگی

یہی ہے وہ راز جو ملا نام جپ جپ کر اے میرے دوستو
دُعا ہے سچّے دل سے تم سب کو ملے ایسی خوشی کی زندگی

(دیال) فقیر

داتا آپ نے اِگیانی۔ مُورکھ۔ پتت کو گیان دیکر آزاد کیا
ساتھ ہی تھا حکم یہ۔ کام کر جا جس سے ہو جگ کا بھلا
کیا خبر جو کر رہا ہوں ٹھیک ہے یا غلط ہے
جو کراتی موج مجھ سے وہ ہی میں ہوں کر رہا
ارپن یہ سب کچھ ہے تیرے۔ تیرا ہی سنسکار ہے
میرا مجھ میں کچھ نہیں ہے تیرا ہی دم بھر رہا

اپنی حیثیت کا سچائی سے اظہار

آج دو تین سجن پہلے کارخانہ میں ملنے کو گئے۔ میں وہاں تھا نہیں۔ سرکاری گودام میں گندم لینے گیا ہوا تھا۔ وہ جگہ دو تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہ وہاں پہنچے۔ ملے۔ میں نے اُن سے پوچھا کیوں آئے! کہنے لگے صرف درشنوں کے لیئے اور واپس چلے گئے۔ شام کو میں جب گھر واپس آیا تو سوچنے لگا۔ اِن لوگوں کو میرے درشنوں سے کیا ملتا ہے؟ کیا ان کا یہ اپنا حسنِ عقیدت نہیں ہے؟ جہاں تک میری اپنی ذات کا تعلق ہے میں یہی کہوں گا۔ مگر بہت سے ملنے والے دوست میرے اس سوال کا جواب یوں دیا کرتے ہیں کہ اگر ہم کو کچھ نہ ملتا تو ہم کیوں آتے؟

بالآخر میں اپنے دل سے پوچھتا ہوں کہ تم نے کیوں یہ پرپنچ رچ رکھا ہے؟ کتابیں لکھی ہیں۔ اتوار کو ست سنگ کراتے ہو۔ آخر تمہاری اپنی غرض کیا ہے؟ دل کہتا ہے جس اُلجھن میں تو پڑا ہوا تھا اگر دوسرے اس اُلجھن سے نکل جائیں تو اچھا ہو۔ وہ اُلجھن کیا تھا؟ نشکہ۔ شانتی۔ نربھر انتی۔ فارغ البالی یعنی مالک کے وصال کی تمنا تھی۔ یہ اُلجھن تھا۔ میں کیسے کسی کو اِس اُلجھن سے نکال سکتا ہوں؟ کیا کوئی کیول میرے درشن کرنے سے اِس اُلجھن سے نکل سکتا ہے؟

کئی سجن کہتے ہیں پنڈت جی آپ خود بخود جو کہہ دیتے ہیں وہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ یہ مجھے اور حیرانی میں ڈالتا ہے۔ سچائی یہ ہے کہ میری عقل کام نہیں کرتی ہے جیسی قدر کرتی ہے وہ میں اِتنا سمجھتا ہوں:—

(۱) للّو کرے کللیاں رب سدّھیاں پاوے

یعنی بیوقوف آدمی غلطیاں کرتا ہے مگر پرماتما اس کی غلطیوں پر بہتر حالات پیدا کرتا ہے۔

(۲) ممکن ہے اُس کا اپنا وشواس۔ عقیدہ۔ پریم۔ شردھا اور بھگتی کام کرتی ہو۔

(۳) ہمدردی ضرور دیتا ہوں یہ میری عادت ہے۔ چونکہ قوت خیال میں طاقت ہے ممکن ہو سکتا ہے یہ وجہ ہو۔

مجھے خوب یاد ہے جب میں بصرہ بغداد میں تھا تب داتا دیال نے مجھے حکم دے رکھا تھا کہ فقیر ایسی حالت میں رہو کہ جہاں جاؤ لوگ تمہاری طرف دیکھنے کے لئے مجبور ہوں۔ میں اس راز کو تب نہ سمجھ سکا۔ اگر کچھ سمجھا تو اب اتنا سمجھا کہ چونکہ میں سچائی پسند طبیعت رکھتا ہوں۔ سنگت کے پھل کے موافق جیسی شے کو دیکھو گے ویسے سنسکار تم میں آئیں گے۔ Law of association

مگر آخر جب میں نے اس ست سنگ کے کام کو شروع کیا ہے تو مجھے بھی سوچنا چاہئے کہ میرے پاس کیا شے ہے جو میں دے سکتا ہوں۔ ست سنگ اوشدھالہ یا سکول کی حیثیت رکھتا ہے۔ میرے پاس شاریرک۔ مانسک۔ آتمک روگوں کی دوائی ہے۔ میں وہ دوائی صرف ست سنگ میں دیتا ہوں۔ اور جو میرے پاس آتے ہیں۔ اُن کو خوشی، بے فکری، بے غمی۔ خوشحالی۔ فارغ البالی کسی نہ کسی حد تک ملتی ہے۔ سو فیصدی تو نہیں مگر نوّے فیصدی ضرور ملتی ہے اس کا تجربہ مجھے لوگوں کے اپنے تجربات بیان کرنے سے ہوا ہے۔ ہاں وہ خوشی۔ بے غمی۔ بے فکری وغیرہ ہر شخص کے پاس دائمی نہیں رہتی ہے۔ یہ میں کیسے دیتا ہوں؟ دیتا نہیں دوسرے لے جاتے ہیں! اسی کا نام ست سنگ ہے ؎

نور کا دامن پکڑ سایہ کو کر دے ترک تو
جب بھی ایسا کرے گا سمجھے گا کچھ راز تو

دائمی طور سے لینے کے لئے عمل کا طریقہ ہے۔ یعنی جو آدمی اپنے انتر میں اُس مقام پہ ٹھہرے جس مقام پر میں ٹھہر کر خود خوشی، بے فکری، مستی وغیرہ لیتا ہوں تب وہ شے اپنی دائمی ہو سکتی ہے۔

ست سنگ میں میں اُس علم۔ گیان یا سمجھ کا اظہار کرتا ہوں جس کو اگر کوئی سمجھ لے اور عمل کر لے تو وہ خود اس حالت کو اپنے انتر دائمی طور سے قائم رکھ سکتا ہے۔ اس عمل کا نام۔ نام کا جپنا۔ یا سمرن۔ دھیان اور بھجن ہے یہ ضروری نہیں کہ کوئی مجھے گورو مانے اور میرا دھیان کرے۔ صرف ست سنگ کرے یہی سار بھید ہے۔

اصلی اور سچا فائدہ یعنی سچی آزادی یا ترگن آتمک جگت سے نکلنا صرف اُس وقت ہوگا جب کوئی کسی ایسے شخص کا ست سنگ کرے جو خود اِس ترگن آتمک جگت سے علیحدہ یا آزاد ہے۔ یعنی چوتھے پد میں رہتا ہے۔ مگر اُس کے ادھکاری بہت ہی کم انسان ہوتے ہیں۔

پرسوں ایک شخص ملا۔ اُس نے کہا مہاراج جی آپ نے ابھیاس میں یا عالم رویا میں فلاں فلاں بات کہی۔ اُس کا پورا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔ چونکہ وہ کہنے والا اور جو کہا گیا وہ اُس آدمی کا اپنا ہی بھاؤ، خیال یا وچار تھا۔ اسی لئے میں باحوصلہ ہو کر کہوں گا کہ اے اِنسان تیرا اپنا من ہی گورو، من ہی چیلا، من ہی رام، من ہی بھگوان اور من ہی تخیل سب کچھ تیرا اپنا ہی آپا ہے جس طرح کا تخیل، خیال خارجی اثرات سے تو پیدا کرتا رہتا ہے وہی تیری دُنیا بنتی ہے۔ یہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں سچ ہے۔

آج رات کو چونکہ میں یہ مضمون لکھ رہا تھا اور آدھا لکھنے کے بعد سو گیا خواب میں داتا دیال کی منوہر مورتی آئی۔ بات چیت ہوئی۔ یہ خواب کیوں آیا کیونکہ رات کو

ایسے ہی خیالات لے کر سو یا تھا۔ جس طرح اُس شخص کے اندر میں نے بات چیت کی کا مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ اسی طرح کوئی باہری داتا دیال مجھے خواب میں نظر نہیں آئے بلکہ وہ میرا ہی اپنا سنسکار اور خیال تھا۔

اس لئے اگر کوئی شخص اس سنسار کی زندگی کو بہتر۔ خوش تر بنانا چاہتا ہے اور ساتھ ہی اِس تِرگُناتمک جگت سے نکل کر یا اونچا ہو کر ست پد یعنی آتمک اوستھا میں رہ کر جُز سے کُل ہو کر اپنی فردیت مِٹانا چاہتا ہے۔ اُس کو کسی کامل اِنسان یعنی ست پُرش کا ست سنگ ازحد لازمی اَمر ہے۔ اگر اِنسان اِس وقت اور آئندہ آنے والی نسلیں خوشی۔ فارغ اُلبالی۔ خوشحالی۔ اور نِروان وغیرہ حاصل کرنا چاہیں تو اس اُصول کو گرہن کریں۔ وہ اصول صرف یہ ہے۔

جیسا خیال ویسا مال۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ جیسی درشٹی ویسی سرشٹی جیسی متی ویسی گتی۔ جیسا بوؤ ویسا کاٹو۔ مگر کہاں اور کس جگہ اور کیسے خیال کرنا ہے اس کا علم نہیں ہے؟ اسی لئے جیوت کامل پُرش کی سنگت کو مکھیہ رکھا گیا ہے

وستو کہیں ڈھونڈے کہیں، کیہہ بدھی آوے ہاتھ ـــہ
کہیں کبیر تب پایئے جب بھیدی لیجے ساتھ
بھیدی لینا ساتھ کر دینا وستو لکھائے
کوٹ جنم کا پنتھ تھا پل میں پہنچا آئے

یہ حالتِ زندگی کو حاصل کرنے کے لئے کس قسم کا خیال کس قسم کی کرنی کس قسم کی متی۔ کیسا بیج بونا ہے اور کیسے بیج بونا ہے؟ اس کا پتہ کامل انسان ست پُرش اپنے ست سنگ میں دیتے ہیں اور اسی نیت سے میں نے یہ سردردی کی ہے نہ کسی مذہب یا پنتھ کا پکش وادی ہوں اور نہ نِرپکش وادی ہوں۔ نہ کوئی غلط دعوی کر اور نہ بے دعوی ہو کر رہتا ہوں۔ اپنی نیت سے بالکل بے غرض بے لاث۔ نِشکام

ہو کر سچائی کا اظہار کرتا ہوں یہی میرا کام ہے جو داتا دیال سپرد کر گئے ہیں۔ مجھے داتا دیال نے جب یہ کام دیا تو میں نے عرض کی مہاراج مجھے کچھ نہیں آتا۔ کیا کروں گا؟ آپ نے فرمایا فقیر جو کہو گے ستیہ ہوگا۔ یہ مجھے داتا کا بَر ہے۔ اور ٹھیک ہے اس کا پتہ اب لگا ہے اس لئے ؎

پرگٹا ہوں بن کے دیال سچائی کا ڈنکا لے کر
کچھ لینا نہیں کچھ دینا نہیں آیا ہوں نسخہ لے کر
ایک ہاتھ میں HOME PEACE (گھریلو شانتی) دوسرے میں مانسک برہمچریہ ہے
یہ دو نسخے میرے ہیں پرگٹا ہوں ان کو میں لے کر
ممکن ہے کوئی دیوانہ کہے، دیوانہ نہیں فرزانہ ہوں
دُنیا کی حالت سے پرگٹا ہوں متاثر ہو کر

وہ بھی کس کے لئے؟ جو دُکھی ہیں۔ اگیانی ہیں۔ دوسروں کیلئے نہیں۔ نام میں طاقت ہے مگر نام دھاری دُکھی ہیں صرف اس لئے کہ انکو اپنی سمجھ کے موافق آزمائی ہوئی بات کہتا ہوں اور چاہتا ہوں اُن تجربوں کا وہ بھی تجربہ کریں اگر فائدہ ہو تو دوسروں کو بتائیں جگت میں اندھیر ہے۔ اِنسان کے دماغ پر تموگن چھایا ہوا ہے اُسکو دُور کرنے کے لئے فقیر اور سنت پرگٹ ہوتے ہیں تاکہ اِنسان اپنی بہتری کا راستہ نکال سکے۔

جگ میں گھور اندھیرا بھاری تن میں تم کا بھنڈارہ

جو سجن 'اِنسان بنو' کی تعلیم کے پرچار میں عامل ہیں اور حصہ لیتے ہیں یا میری تحریرات یا تقریرات سے تعلق رکھتے ہیں اُن کو میں نے سچائی سے اپنی حیثیت بیان کر دی ہے۔ دل چاہے میرا ساتھ دیں۔ دل نہ چاہے نہ دیں۔ ہیرا پھیری کی ضرورت نہیں ہے۔ صاف اور سچی بات کہتا ہوں۔ کیونکہ نیت پاک صاف ہے۔

نقل خط بنام پنڈت دلی رام صاحب حکیم حاذق فیروز پور سٹی (پنجاب)

رُوحانیت

کل رات کو اِتفاق سے کبیر صاحب کے ایک دو شبد نظر سے گُذرے
تو سوچ سمجھ وچار۔ پنڈ انڈ سے پارا ہے
کہ تینوں دیدار محل میں پیارا ہے
آپ پڑھ سکتے ہیں۔
شبد پڑھے۔ اپنے انتر داخل ہوا۔ وچار کیا! کیا مطلب! سے
انڈ یہ تن۔ پنڈ من۔ برہمانڈ ہے سب کلپنا اور کامنا
پنڈ۔ انڈ۔ برہمانڈ سے پرے ایک حالت کا ہے تو وارد ہوتا
وہاں پر نہیں احساس تن۔ احساس من اور نہ ہے کوئی کامنا
پر وہ کیا ہے رُوپ اُس کو جانتے ہو تو دو بتا
حالت ہے وہ اپنی ہستی کی اور کیول ہستی ہے وہاں
مستی ہے آنند ہے اور لطف عجیب ہے بھاری وہاں
مستی کھانا مستی پینا مستی کا جیون ہے وہاں
اِس کے سوائے اے کبیرا انبھو میں کچھ نہیں آیا ہی وہاں
نُور ہے پرکاش ہے بجتا ہے وہاں لا مقطوع ناد
اِس ناد کا یہ اثر ہوتا ہے کہ طاری ہوتی ہے بِسماد
لا محدود۔ لا محیط ہے۔ اپنے ہے سینے کی یہ زندگی
جس میں رہتی ہے ایک عالم آنند کی خورسندگی
جُھومتی ہے ہستی اپنے ہے پینے میں بے احساس ہو جسم کل

اس کے سوا میرے لئے گر راز کوئی اور ہے تو کیوں ہی مقفل
میں سمجھتا ہوں جب تک نہ ہو کوئی بے آس یہاں
سنکلپ وکلپوں کے پنجے سے نہ نکلے گا کوئی یہاں
نہیں پا سکتا ہے اس حالت کو جو آپ کر گئے ہیں بیان
اب چھوڑ بیٹھا ہوں سب کچھ ہو کر کے بے نام و نشاں

روحانیت کے لئے

پہلے بے آس پن میں جاؤ۔ پھر اس کے حقدار بنو۔ اس سے پہلے نہیں۔

کام کرودھ مدھ لوبھ لبیا رو۔ آسن پدم جگت سے مارو
چڑھ گیان گھوڑے اسوار بھرم سے نیارا ہے

اس کا مطلب جو میں نے سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ کامناؤں سے رہت ہو کر، سچے وچار، سچی سمجھ سے بھرم دور کرو۔ میں کہوں گا تم کو بھرم سے نیارا ہونے کے لئے باہری کسی کامل انسان کی صحبت کرنا لازمی ہے۔ برسوں کا کام دنوں میں ہو سکتا ہے۔ مگر کن کا؟ جن کا شاریرک اور مانسک جیون کے ساتھ پریم یا الفت نہیں ہے۔ اس لئے ادھکاری کے واسطے روحانیت کی تعلیم ہے سوائے باہری کسی عامل کامل کے کوئی تمہارے بھرموں کو دور نہیں کر سکتا ہے۔ مگر بھرموں کو تمہیں دور کرنا ہے اس لئے گورو کی شرن لو۔ گورو کے چار روپ ہیں۔

آدگوروے نمہ، جُگادگوروے نمہ، ستگوروے نمہ، سری گوروے نمہ

باہری زندہ کامل انسان کی صحبت سے بھرم جائیں گے اور پھر تم کو ستگورو والورن تو) کی پراپتی ہو گی۔ اس کے لئے سمرن دھیان لازمی ہو گا۔ اس ستگورو کی دیا سے پربھاؤ سے تمہارے انتر نشش کپٹ نشش کام ہونے سے انحد شبد جو جگادگورو ہے۔ پرگٹ ہو گا اس سے آتمک آنند، مہان آنند، پرمانند کی پراپتی ہو گی۔ آدگورو کو میں انبھو کرتا ہوں۔

مگر نثر یہ، من کی قید کی وجہ سے لفظا نہیں ملتے۔

بانی ستیہ، بانی ستیہ بانی ستیہ ہے — یہ میں اپنی سمجھ کے موافق کہتا ہوں
میرا کوئی دعویٰ نہیں ہے ۵

داؤو دعویٰ مت کیے، نردعویٰ دن کاٹ   کتنے ہو سودا کر گئے یا پنساری کی ہاٹ

ان شبدوں میں روحانت کے نیچے کی جتنی حالتیں شاریرک اور مانسک استھول اور سوکشم پر کرتی ہیں۔ انکا ذکر میں نے سائنس کے طریقہ پر بہت جگہ بیان کیا ہے۔ مثلاً "انسان بنو" وغیرہ کتابوں میں۔ ان میں جسمانی اور مانسک جگت کی اوستھا کو بہتر بنانے کا ذکر ہے۔ روحانیت کے متعلق میری سمجھ میں کوئی کتاب نہیں لکھی جا سکتی ہے۔ صرف جسم و دل میں اگر ست پُرش روحانیت کا اشارہ کر دیتے ہیں جن کا ادھکار اور سنسکار ہوتا ہے وہ اُس کو لے جاتے ہیں۔ ایک بات میں بے خوف ہو کر نج انبھو کے آدھار پر کہتا ہوں کوئی گستاخی نہ سمجھئے۔

جو لوگ گورو کے روپ اُس کی داڑھی۔ شکل۔ آنکھ وغیرہ کا دھیان کرتے ہیں۔ مبارک ہیں۔ مگر اس عمل سے صرف مانسک شکتیاں۔ ردھی۔ سدھی۔ بویک اور گیان۔ سمجھ حاصل ہوتا ہے۔ روحانیت یا آنند یا پرمانند صرف جگاد گورو کی دیا سے ملتا ہے۔ وہ ہے اندرونی انحذ شبد۔ مانسک مستیاں اور چیزیں ہیں۔ اس مانسک مستی میں انسان کچھ کہتا ہے۔ مگر جگاد گورو کے انتر میل سے جو مستی آتی ہے وہ ناقابلِ بیان ہے۔ وہاں زبان بند ہے۔ صرف سین۔ بین اشارہ ہی اشارہ ہوتا ہے۔

آنند بھیو بڑھ کہا گیو ست گورو میں پایا۔   (گورو نانک دیو)

ست کبیر کا کلام ہے:—

چیونٹی کے پگ نیور باجے وہ بھی صاحب سنتا ہے۔

اِس کو میں موجودہ سائنس کے اصول سے ستیہ مانتا ہوں اِسلیئے پرارتھنا کرتا ہوں۔

لے چل وہاں کو جہاں سے آکر کے یہ بنی اُس جگہ یا حالت میں جانیکی بچپن سے تھی ٹھنی
بیخودی میں ہو کے واصل دیتی ہے کسی وقت یہ صدا کہ جسکو وہ ڈھونڈتی ہے وہ ہی اس کا اپنا آپا
مگر جسم و دل کھینچ لاتے ہیں قفسِ زنداں میں آتی ہے نیچے پھر وہی تو آتا ہے اس کے دھیان میں
موج ہے جب تک کرالے جو کرانا ہے منظور اے دیال میں سناتی ہوں بڑا بنی اے مرے پریتم دیال

Lead me to the life which Thou pleases best. وہ بڑ ہے

اُس راستہ پہ لے چل جو تجھ کو پسند ہے۔

اس کے سوا میرا کیا چارہ میرے دیال پیاریا
اس زندگی میں فقط اک تیرا سہارا پیاریا

اے ولی! یہ میری موجودہ حالت 1923 میں آئی تھی۔ داتا دیال نے فرمایا تھا ابھی نہیں۔ فقیر، سنسار کا بیوہار کرو۔ تاکہ کرم سب دگدھ ہو جائیں۔ ورنہ شریر جلد چلا جائے گا اور باسنا انتری پھر لائے گی۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ وہی حالت آ رہی ہے۔ اس خیال سے کہتا ہوں کہ کیا عجب شریر اب بہت دن تک نہ رہے۔ یوں مالک جانے۔ اپنے بس کی کوئی بات نہیں۔ آپ لوگ مجھے پیار کرتے ہو۔ اس خیال سے کچھ لکھ دیتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں تو اس سنسار میں بمعہ کل پریوار سُکھی رہے اور تیرا آتما اسی زندگی میں اپنی فردیت کو کھول کر پھر اس سنسار ساگر میں نہ آئے۔ نشکام کرم کی عادت ڈال۔ گھر سے فارغ ہو کر پرا اُپکار کی طرف توجہ دے۔ تو حکیم حاذق ہے۔ انسانوں کی زیادہ تر اشانتی کا کارن ان کے سواستھ کا اچھا نہ رہنا ہے۔ ایسی دوائیں دے کہ لوگ یاد کریں۔ ساگر کی شادی کر دو۔ لکشمی کو وشنو کے حوالے کر کے آزاد ہو جا۔ بڑھاپے میں اندریاں وغیرہ جواب دیدیتی ہیں۔ یہ آتمک آنند کی اصلی اوستھا کا وقت ہوتا ہے۔

سنت ڈاریا بیج جا گھٹ دھرتی جیو کے
کو سمرتھ جو جار سکے اس بیج کو

انجام جُستجو

اکیلا ہوں۔ کوئی پاس نہیں ہے۔ خیال آتا ہے۔

کیا کیا جیون میں فقیرا کیا تھی دُھن اور کیا ہی ملا...؟

سوائے خاموشی کے اور کوئی جواب سمجھ میں نہیں آتا۔ مگر پھر کوئی طاقت کام کرنے کے لئے مجبور کر رہی ہے۔ پیٹ کے لئے صبح تا شام مزدوری کرتا ہوں۔ کسی کا باپ کسی کا بھائی۔ کسی کا ملازم کسی کا افسر بن کر تماشا گاہ عالم میں جیون گذار رہا ہوں۔ کیا اس میں میرا کچھ اختیار ہے؟ نہیں نہیں نہیں۔

ستیہ کہوں نہیں بس کچھ اپنے سب کچھ موج آدھینا

کوئی آتا ہے میری تحریرات اور ست سنگ کے بچنوں کی تعریف کے پُل باندھ دیتا ہے۔ کوئی صاحب کرامات قرار دیتا ہے اور کوئی بوڑھا سمجھ کر ناک بھوں سکوڑتا ہے۔ سوچتا ہوں، آخر راز کیا ہے۔ آخر اس نتیجہ پر پہنچ کر خاموش ہو رہتا ہوں

موج ہی سب موج ہی سب موج کا ہی کھیل ہے   موج سے ہی جسم من اور روح کا یہ میل ہے
نہ ہی کچھ میں نے کیا نہ کوئی کرنے جوگ یہاں   اگیان تھا میرا جو سمجھا تھا میں کچھ ہوں یہاں

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر تو کچھ نہیں ہے تو پھر تیرے اندر کون سی طاقت کام کرتی ہے؟ ــ

نہیں اقرار طاقت کا نہیں ہمت جو کہوں کچھ نہیں،
خاموش بھی رہا جاتا نہیں اسلئے بولتا رہتا ہوں کچھ نہیں کہیں

یہ ہے میری تلاش اور کھوج کا انجام۔ سوچتا ہوں کیا اس حالت میں آیا ہوا انسان بالکل تسکین رہ سکتا ہے۔ تجربہ بتاتا ہے کہ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ گو مذہبی نقطہ نگاہ سے تلاش کا نتیجہ شانتی ضرور ملی۔ مگر محسوس کرتا ہوں کہ زندگی کچھ اور بھی

چاہتی ہے۔ جو لوگ سنت یا سادھو کا بھیس بنا کر لوگوں کے ذریعہ اپنی
ضروریات کو پورا کرتے ہیں اُن کی بات چھوڑ دو یا جو تارک الدنیا ہو کر ایکانت
باس کرتے ہیں، اُن کا بھی خیال ترک کرو۔ کیونکہ وہاں بھی وہ کسی نہ کسی شکل میں
دوسروں کے محتاج رہنے کے لئے مجبور ہیں۔ انسان کے نہ سہی۔ پیٹ بھرنے کے
لئے پھل اور پھول کے تو حاجت مند رہیں گے۔ سونے کے لئے اور گرمی سردی کے
اثرات سے بچنے کے لئے کندرا تو تلاش کریں گے یا جھونپڑی بنائیں گے۔ مطلب
یہ ہے کہ آج کی دنیا میں لا احتیاجی کا جیون ایک امر موہوم نظر آتا ہے۔ آخر
ذاتی تجربہ نے بتایا کہ اصلی مذہب۔ اصلی دھرم۔ سچا کرم یا اُصول صرف
Live and let live ہے۔ جب تک زندگی ہے کام کرو۔ ہاں جنہوں نے
مذہبی جیون کی انتہا نہیں کی ہے۔ وہ میرے خیالات سے اتفاق نہ کریں گے
نہ کریں۔ سچائی سچائی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ابتدا میں انسان غرض کے زیر اثر
کام کرتا ہے اور مذہبی جیون کے ختم ہونے پر یا سمجھ گیان یا بویک آجانے پر تمام
انسانوں کو ایک سمجھتا ہوا نشکام بھاؤ سے کرم کرتا ہے۔ اسی لئے میں نے انسان
بنو کی صدا دی۔ یہ صدا میری نہیں بلکہ ستگورو کی صدا ہے۔ خیال رہے
میری سے مُراد ذاتی انانیت ہے۔ اور ستگورو نام ہے پورن بویک کا۔ میں نے اپنا
سارا جیون اسی مذہبی اُدھیڑبُن میں گذارا ہے اور اُس کا نتیجہ۔ انبھو یا بویک یہ
نکلا ہے جو اوپر عرض کیا۔ چونکہ داتا نے سنسکار دیا تھا کہ فقیر چولا چھوڑنے سے
پہلے نئی تعلیم کی ابتدا کر جانا اور ساتھ ہی ست سنگ کرانے اور نام دان دینے
کا حکم ملا تھا۔ جواب میں میں نے کہا تھا۔ مہاراج مجھے کچھ نہیں آتا۔ کیا بتاؤں گا
ارشاد ہوا۔ فقیر جو کچھ کہو گے ستیہ ہوگا۔ اس لئے آج دن تک اس بات کی
پرواہ نہ کرتے ہوئے کہ کوئی اُسے صحیح تسلیم کرتا ہے یا نہیں میں نے جو کچھ کہا ہے

ذاتی انبھو اور تجربہ کی بنا پر کہا ہے۔ اس لئے اُن شخصوں کو جو مذہبی قید و بند کو چھوڑ کر مذہبِ فقرا کی راہ پر ہیں۔ اُن کو میں اپنا انبھو بتا رہا ہوں ؎

خلقِ خدا کی خدمت اصلی مذہب اور دھرم ہے　　اسی کی سمجھ نہیں آتی اسلئے صحبت فقرا اصلی کرم ہے
صحبت سے عقدے کھلتے پردے ہیں انسان کے ہٹتے　　برسوں کی عبادت سے بہتر ڈھائی گھڑی کا سنگ ہے
کہتا ہوں کہہ جا رہا ہوں اپنے جیون کا انبھو　　کوئی مانے یا نہ مانے فقیر رہتا سدا اسنگ ہے

میں تسلیم کرتا ہوں۔ دُنیا میں دُکھ ہے۔ کشٹ ہے کیونکہ یہاں کال کا چکر چلتا ہے۔ مگر بُزدل بن کر بھاگنا ایک سچے انسان کو کہاں زیب دیتا ہے۔ تم کہو گے۔ کیا وہ بیوقوف ہیں۔ میں کہتا ہوں نہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ کندراؤں میں جیون گذارنے والے۔ یا تیاگی اور ویراگی بن کر سنسار کو چھوڑ دینے والے۔ یا دُنیاوی خوف سے گھبرا کر اپنے انتر میں دھنسنے کا یتن کرنے والے میرے جیسی وہ ہستیاں ہیں جن کو رزم گاہِ عالم میں مردانہ وار زندگی گذارنے سے ڈر لگتا ہے اور مقابلہ کی طاقت اپنے میں نہیں پاتے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اندر جانے پر انسان سنسکار کو بھول جاتا ہے۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ انسان کے اندر اپنے آپ میں قلعہ ہے، جہاں داخل ہو کر کچھ وقت کے لئے وہ دنیا کے خارجی اثرات سے بچ جاتا ہے۔ آخر کب تک چھپیگا کہ قلعہ میں ہے۔ جہاں باہر آیا پھر انہیں حالات سے دوچار ہونا لازمی ہے اور یہ ناممکن ہے کہ انسان ہر وقت قلعہ میں ہی رہ سکے۔ اس لئے تجربہ بتاتا ہے کہ

جب تک جینا تب تک سینا۔ بالفاظ دیگر جب تک زندگی ہے یہاں سپاہی بن کر لڑنا پڑے گا۔ کائر بننے سے زندگی خوشگوار نہیں رہتی۔ ابھیاس اور ست سنگ کرنے اور اندر ورتنے سے جو تجربہ مجھے ہوا۔ وہ یہی ہے کہ میری اصلی یا ذات انام ہے۔ رنگ اور روپ سے رہت ہے۔ شبد کو سنتے سنتے اشبد ہو جاتا

ہوں۔ اور روشنی دیکھتے دیکھتے آنند میں مگن ہو جاتا ہوں۔ مگر یہ خوشی اور آنند بھی دائمی نہیں ہے۔ انسانی ہستی ایک حالت میں کبھی نہیں رہ سکتی ۔ عادت اور مساوات کا قانون ہر خوشی اور آنند کو اُداسی میں بدل دیتا ہے۔ اس لیے جب تک زندگی ہے اس سنسار میں آخری دم تک کرم کرتے رہو کشمکش سے نہ گھبراؤ ؎

اس مزرعۂ عالم کو سینچو تم جد و جہد کی بارش سے
جو بیج عمل کا بوتا ہے وہ پھل راحت کا کھاتا ہے

مردانہ وار جیون گذارو۔ جس سے تمہارا اپنا اور دوسروں کا بھلا ہو۔

گورو نانک نے فرمایا ہے ؎

کرم کھنڈ کی بانی زور   اتھے ہور نہیں کچھ ہور

جب تک شریر کا ادھیاس ہے۔ کرم کرنا لازمی ہے۔ لیکن یاد رہے اگر کرم کو گیان اور سمجھ یا بویک کے آدھین نہ رکھا جائے گا۔ تو یہ کرم دکھ کو پیدا کرے گا۔ اس لئے ہدایت ہے کہ گورو پرائن رہ کر کرم کرو۔ مگر یاد رکھو۔ گورو نام ہے گیان کا۔ گیان سے ہی سُکھ ملتا ہے اور گیان کا ہی دوسرا نام پریم ہے۔ اِس لئے دوسروں کو بھی اپنے جیسا سمجھ کر مشترکہ طور پر کام کرو۔ جہاں یہ خیال دِل نشین ہو جاتا ہے۔ اہنکار یا خودی جاتی رہتی ہے۔

داتا دیال کا ایک شبد سنو! ؎

بے خودی پیدا ہوئی ساری خودی جاتی رہی   دل لگانا تھا کہ ساری دل لگی جاتی رہی
بے خودی کا ایک عالم مجھ پہ ہے چھایا ہی سدا   جب سے دیوانہ ہوا۔ دیوانگی جاتی رہی
ہوش تو جانے ہی تھے جب تجھے پایا تھا تجھے   میری قسمت میں دوا بھی ہوش کی جاتی رہی
دل نہیں سینہ میں تو جوش الفت کیا بھلا   جس پہ مجھ کو ناز تھا وہ چیز ہی جاتی رہی
راز سربستہ کھلا مجھ پر مرے پیر مغاں   دیکھ کر حیران ہوں حیرانگی جاتی رہی

میں نے مصلحتاً راشن کے سلسلہ میں کام کیا۔ مقصد یہ تھا کہ سچائی کے بیوہار کا عملی تجربہ کیا جائے۔ اور میں نے اس سلسلہ میں صاف ستھرا آٹا پبلک کو مہیا کیا۔ اور ۲½ سال تک اس اصول کا پابند رہا۔ راشن کا کام ختم ہوا تو کوشش کی کہ بلا معاوضہ اس سیوا کو سر انجام دوں۔ مگر مل مالکوں نے قبول نہ کیا (Business line) بدنام ہے۔ ملوں کے اندر ذاتی غرض کے لیئے ملاوٹ کر کے جس طرح کام کیا جاتا ہے۔ سب جانتے ہیں۔ گو میں بلا معاوضہ بھی کام کرنے کو تیار ہوں۔ مگر دنیا کو سچائی اور ایمانداری کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم میں چاہتا ہوں کہ جو انسانیت کی راہ پر چلنے والے ہیں اپنی عملی زندگی کی مثال پیش کریں خواہ وہ تھوڑے ہی کیوں نہ ہوں۔ گھر، محلہ گاؤں اور ملک میں یا اپنے چلنے والوں کے دائرہ میں پریم سچائی اور صفائی کے بیوہار کی ضرورت ہے۔ پھر اس رزمگاہ عالم میں انسان کی زندگی بہت خوشی اور سہولیت سے گذر سکتی ہے۔ رہ گیا سوال مکتی اور بھگتی کا۔

سوامی جی نے فرمایا ہے ؎

مکتی پدارتھ پڑھ کر جانا   گیانی ایسا دھوکا کھایا
بھگت اپاسک گیانی یوگی   اِن سب چکر کھایا وغیرہ وغیرہ

اصلی اور سچی بھگتی صرف گورو بھگتی ہے۔ اسی کا نام اپاسنا اور ادبھت اپاسنا یوگ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی کامل انسان کی سنگت کر کے زندہ رہنے کے صحیح راز سے واقفیت حاصل کی جائے۔ اور اس پر عمل کیا جائے۔ تاکہ زندگی سکھ اور شانتی سے گذر سکے۔ چونکہ دل میں ایک جذبہ تھا کہ اپنی مورکھتا۔ اگیان اور دلدرپن کی تلاش کا نتیجہ منظرِ عام پر لا دوں گا۔ اسی جذبہ کے زیر اثر یہ کام کیا اور کر رہا ہوں۔

ممکن ہے مذاہب کے پیروکار یا منتہائی آتمک گیان۔ نج روپ کی پراپتی یا وصالِ حق کو ہی مقصدِ زندگی سمجھتے ہوں۔ اس کے متعلق میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ سب انسانی زندگی کی مختلف حالتیں ہیں۔ جن کی تکمیل بغیر ست سنگ مرشدِ کامل کے نہیں ہو سکتی۔ لاکھ انسان ابھیاس کرے۔ یوگ کمائے۔ دھیان مگن رہے۔ اُس وقت تک اس کرنی سے لابھ نہ ہوگا۔ یا دہم یوگ اور دھیان کا دل سے دور نہ ہوگا۔ جب تک انسان نشکام نہ بنے گا۔ مقصدِ زندگی کو حاصل کرنے یا پورنتا پراپت کرنے کے لئے نشکام ہونا شرط لازمی ہے۔ پورنتا یوگ اور دھیان کے بعد کسی کامل انسان کی صحبت سے آتی ہے۔ سوامی جی نے فرمایا ہے:۔ یہ کرنی میں آپ کراؤں اور پہنچاؤں دھر دربار! سوال کیا جائے گا وہ دھر دربار کیا ہے؟ سنو! ؎

ہستی کا بے فکر بے غم بے چنت رہنا دھر دربار سمجھ میں آیا
زندگی جب تک ہے کوئی ایک رس ایک حالت میں نہیں رہن پایا
جس حالت جس اوستھا میں ہے انساں گر بہتر وہاں شانتی اور خوشی
تبدیلیٔ حالت میں بھی جس کو کبھی بھرم۔ وہم اور اشانتی نے نہ ہو ستایا
وہ ہے انسانِ کامل۔ سمجھ میں میری ہے یہی اے دوستو آیا
تیر تیر منو کھیتی تتر تتر سمادھی ناں یہی شاستروں نے بتلایا

سنتوں نے سہج سمادھ کا لفظ گڑھ کے ہے بتلایا
یہی راز ہے ستروجیون کے اُدھیڑبن میں جسے میں نے پایا
اسی لئے چھوڑ کر میں تو کا بندھن مذہب ملت کی توڑ کر زنجیر

"انسان بنو" کا جھنڈا لے کر فقیر روپ میں ہوں پرگٹایا
لینا نہیں دینا نہیں کچھ غرض نہیں نہ مطلب ہے کسی سے
اِس برہمانڈ کے خارجی اثرات نے میرے دماغ کو ہے پھرایا
باولاپن کے صدا دیتا ہوں۔ سمجھو میں ہوگیا ہوں دیوانہ
لاج میری اُس کو ہے جس نے مجھے فقیری کا بانا پہنایا
خوشی۔ بے غمی۔ بے فکری اور شانتی کا جیون ہی میری سمجھ میں
دھرید آیا ہے۔ ثبوت کے لئے داتا دیال کا کلام پڑھو۔

جس کے من نہیں چنتا دِیا ہے جگ میں وہی ہے داس فقیر
ایک رہے چت گورو پد انکھے دھیر بھیر گمبھیر
شانت بھاؤ بیوہار پرمارتھ کبھی نہ ہو دِل گیر
اپنی پیر نہ اُر میں سالے لکھے پرائی پیر
پر کی پیر نہ جسے ستاوے سو ادھرم بے پیر
اپنا روپ سنبھالے پل پل کاٹ موہ زنجیر
یہ فقیر ہے گورو کو پیارا مہابیر چت دھیر
چاہ گئی چنتا سب بھاگی آیا کھوندھ تیر
ہنس روپ دھر تیاگ نیر کو گہہ لیا گیان کا شیر
رادھاسوامی گورو کا سچا بالک پہر دِراگ کا چیر
تن کے رہتے مکت وِدیہی سہے نہ دوند شریر

دیال فقیر

بقلم بھگوان سنگھ شرما

اُبھو وِچار

پیار کرتے ہو تم مجھ سے مجھے مہاتما یا سنت جان کر
میں ہوں کرتا پریم تم سے اپنے جیسا انسان مان کر
زندگی میں خبط تھا ملوں اُس رام کو جس نے کیا عالم بپا
عمر کھوئی اس خبط میں جو مِلا۔ دیتا ہوں رازِ حق کا پتہ

سمجھ میں جو آیا وہ کہا زندگی میں اے میرے دوستو
سمجھ نہیں سکتے ہو تم میرے مفہوم کو جانتا ہوں دوستو

پھر بھی

جب تلک ہے زندگی سمجھ میں آیا ہے میرے اِک راز
خُدا پرستی سے بہتر ہے اِنسان پرستی یہ وہ ہے راز
مگر مذاہب کے وہم باطل کی وجہ سے تم نہ سمجھو گے عزیز
جیت نہیں بہتر ہے جب کہ نہ ہی آتی ہے اصلی تمیز
اس لئے بانی کا سہارا لے کر لکھ رہا ہوں مضموں
شاذ آنے والی نسلیں سمجھیں راز کو تم میں ہی گو مگو
خلقِ خدا کی خدمت ہے اصلی اور سچی بندگی اے دوستو
ہو سکے تو کر جاؤ ورنہ خوش رہو اے دوستو

مگر یاد رکھو۔ خلقِ خدا میں خدمت کے مستحق پہلے انسان کے اپنے لواحقین۔ رِشتہ دار اور خویش ہیں۔ پھر محلہ والے اِس کے بعد قصبہ والے۔ ملک والے اور پھر سارا باہری سنسار۔

خوب سمجھ لو۔ جو اِنسان اپنے گھر اور محلّہ والوں سے دویش اور نفرت کرتا ہے اور دوسروں سے پریم اور محبّت کا برتاؤ روا رکھتا ہے۔ وہ صحیح معنوں میں اِنسان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ مثل مشہور ہے اوّل خویش بعدہٗ درویش۔ میں شملہ گیا تھا۔ ست سنگ میں کبیر صاحب کا ایک شبد سُنا۔ مکمّل یاد نہیں۔ اُس کی ایک کڑی یہ ہے۔

رام بلاوا بھیجیا دیا کبیرا روئے   جو سُکھ سادھو سنگ میں وہ ویکنٹھ نہ ہوئے

نہیں کہہ سکتا کبیر صاحب کا اصلی مفہوم کیا تھا۔ اور نہ دعوٰی کرتا ہوں کہ میں نے اُن کے اصلی بھاؤ کو سمجھ لیا ہے۔ وہاں ذاتی تجربہ کی بنا پر جو سمجھا ہے۔ لکھتا ہوں۔

میں نے زندگی بھر سر توڑ کوشش کی ہے کہ رام سے ملوں۔ اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ رام ہستی کی وہ انتہائی حالت ہے جہاں اِنسان فردیت کو کھو کر تمام جسمانی۔ دِلی اور روحانی احساسات کو بھول جاتا ہے۔ سوال کیا جائے گا پھر باقی کیا رہ جاتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ کسی اِنسان کی طاقت نہیں جو اُس کا اظہار کر سکے۔ خود عمل کر کے سوچو۔ وہ حالتِ بے حالتی ہے۔ اِس حالت میں حالت کا بھی بھان نہیں ہوتا۔ اُتھان ہونے پر اِشارتاً اس کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔

تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں۔ کہ جب تک زندگی ہے، یا وجود انسانی قائم ہے۔ کوئی ہستی دائمی طور پر اس حالت میں نہیں رہ سکتی اُتھان ہوگی اور ضرور ہوگا۔ اور اُتھان ہونے پر انسان جسمانی دِلی اور روحانی احساسات میں کھیلنے کے لئے مجبور ہوگا۔ یہ لازمی اور لابدی ہے۔ اس لئے جیون میں خوش گذران رہنے کے لئے

ضروری ہے کہ انسان سادھوسنگ کے ذریعہ اپنے احساسات کو انوکول بنائے۔

سادھوپن کیا ہے؟ وہ اُصول نیم جس سے تن اور من کو ایسی اوستھا میں رکھا جا سکے جس سے زندگی خوش و خرّم بسر ہو۔ اور اِنسان دوسروں کے لیئے سُکھدائی بنے۔

میرے وِچار میں اصلی مذہب اور اصلی دھرم ہے اپنی زندگی کو خوش و خرّم گذارنا اور دوسروں کو خوش رکھنا۔ مگر یہ خوشی قدرتی نیم کے انوسار ہو۔ کہا ہے۔ عبادت بہ تقلید گمرہی است۔

اصلی عبادت جو میری سمجھ میں آئی۔ وہ اپنی توجہ کو اپنے ہی اندر اپنی ذات کے ساتھ جوڑ رکھنا ہے اور بس۔ یعنی Self Control ہی اصلی عبادت ہے۔ مگر اس کی سمجھ وسیع تجربہ کے بعد آتی ہے۔ اور اُس سمجھ کے حاصل کرنے کا ذریعہ کسی کامل انسان کا ست سنگ اور سُمرن۔ دھیان اور بھجن ہے۔ جہاں اندرونی انبھو جاگ اٹھتا ہے۔ پھر انسان مذہبی کُرید کو ختم کر کے خود صحیح معنوں میں جیتا ہے اور اوروں کو جینے دیتا ہے۔ اِسی کا دوسرا نام جیون مُکت اوستھا ہے۔

ہاں جن انسانوں نے قدرتی نیموں کو توڑا ہے۔ وہ دُکھی ہوتے ہیں اور ان کو بہت دیر لگتی ہے۔ اس لئے سادھ سنگ کی مہما ہے۔ جہاں سے انسان کو جینے کا راز ملتا ہے۔ اور اُس راز کے انوسار جیون گذارنے سے انسان کو آہستہ آہستہ جسم درستی۔ دِل دُرستی اور دماغ دُرستی پراپت ہوتی ہے۔ اور وہ راز ہے سُمرن۔ دھیان اور بھجن کے صحیح طریقہ پر عمل۔ جس میں کوئی تکلیف۔ دُکھ یا کشٹ نام کو

بھی نہیں ہے۔ صرف گُر کو سمجھ لینے کی ضرورت ہے۔

میں نے خود من مت ہونے کی وجہ سے بہت غلطیاں کی ہیں۔ کتابی علم نے مجھے بہت پریشان کیا۔ چونکہ ذاتی تجربہ کے اظہار کی بچپن سے تمنّا تھی۔ جذباتی انسان تھا۔ جو سمجھ میں آیا کہہ سنایا۔ جی چاہے عمل کرو۔ نہ چاہے نہ کرو۔ اچھا خوش رہو۔

میری ہمدردی تمہارے ساتھ ہے۔ میں صرف دو چیزیں دے سکتا ہوں۔ ہمت اور مت اور وہ دیتا رہتا ہوں۔ میری خواہش ہے ابھیاس کے سلسلہ میں جو اِڑا۔ پنگلا اور سکھمنا وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ موجودہ سائنس اور عقلی نقطۂ نگاہ سے ان کی وضاحت کر جاؤں گا۔ تاکہ معمولی سمجھ والا انسان بھی سادھن کر کے فائدہ اُٹھا سکے۔ گو انسان کو کسی کامل انسان کے زیرِ ہدایت رہنے کی پھر بھی ضرورت ہو گی۔ اُس کے لئے انتظار کریں۔

میں ایک خاص طریقہ زندگی کے جسمانی۔ دلی اور روحانی اوستھا کو بہتر رکھنے کے لئے بتانا چاہتا ہوں۔ جو تعلیم یافتہ یا موجودہ زمانے کے عقلی انسانوں کے لئے خاص طور پہ سودمند ہو گا۔ اور اگر وہ سنبھل کر ہوش سے سادھن کریں گے تو بہت فائدہ ہو گا۔

پرارتھنا

آپ پرگٹ تھے میرے لئے دے گئے مجھکو سار گیان
کیسے بھولوں آپ کو جب یاد آتے ہیں تیرے احسان
خوش ہوں میں آیا نہ جھگڑے گُرو ازم کے جال میں
جس نے دُنیا کو کر رکھا ہے پاگل اور پریشان

دیال فقیر۔ فریسندہ بھگوان سنگھ شرما

ست۔ چت۔ آنند

سچّے مذہب کے متلاشیو! داتا دیال نے میری پرکرتی کے مطالعہ کے بعد جو سنسکار یا ہدایت دی اُس کے زیر اثر میں نے اُس تعلیم کو جس پر ہمارے بزرگ اور مہان آتمائیں عمل پیرا ہوتی رہی ہیں۔ موجودہ زمانے کے مطابق نئے ڈھنگ سے ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور عملی زندگی کے راز کو سائنٹفک طریقہ پر تبدیل کیا ہے۔ یاد رکھو بغیر عمل کے کوئی علم مفید نہیں ہوتا۔ اور بغیر علم کے عمل نہیں بن سکتا۔ اس لئے علم اور عمل لازم ملزوم ہیں۔ علمی وضاحت کا ہی دوسرا نام ست سنگ ہے۔ جہاں کامل انسان اپنے کلام کے ذریعہ اس علم۔ گیان یا سار بھید کی وضاحت کرتا ہے جس کے جان لینے اور عمل میں لانے سے برسوں کا کام بہت جلد پورا ہو جاتا ہے۔

کل شام رسالہ دیال پڑھ رہا تھا۔ اُس میں ایک مضمون داتا دیال کا شائع ہوا ہے۔ جس میں ست۔ چت اور آنند کی عملی وضاحت مہابلی اور گونگا کے سمباد میں کی گئی ہے۔ گونگا در اصل نارد رشی تھے۔ جن کے من میں ست چت اور آنند کے اصلی اور عملی روپ کے سمجھنے کی تمنّا ہوئی۔ اور ساتھ ہی مُکتی کے راز کو جاننے کی خواہش بھی بہتر ہو۔ آپ رسالہ دیال میں خود اس مضمون کو پڑھیں جن کو موقع نہ ملے ان کے لئے میں مختصراً اس قصّہ کو بیان کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں۔

نارد کے دل میں ست۔ چت اور آنند کا عملی روپ جاننے کی

جو کہ خود قدرت مالک یا بھگوان کا روپ ہے تمنا ہوئی انہیں مرتیو لوک میں گونگے کے روپ میں بھیجا گیا۔ صبح کے وقت جھابلی نامی کسان نے اُن کو ایک جنگل میں سردی سے ٹھٹھرتے ہوئے پایا۔ وہ اُن کو گھر لے آیا۔ اور آگ جلا کر گرمی پہنچائی۔ نارد جو کہ گونگا بنا ہوا تھا۔ خوش ہوا۔ اور کہنے لگا۔ ست ست۔ ست تو ست ہے۔ تیرے ست ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ سوچو۔ عملی جیون کا ست کیا ہے۔ کسی مصیبت زدہ۔ دُکھی اور بیمار کی پریم اور نشکام بھاؤ سے سیوا کرنا۔ داتا دیال نے فرمایا ہے۔ ست شریر۔ من چیت اور شُہرت آنند کا روپ ہے۔

دوسرے موقع پر جھابلی کے یہاں اُس کا ایک رشتہ دار آیا۔ اور گونگے (نارد) سے اپنی منصوبہ بازیاں بیان کرتا رہا۔ یہاں نئی جگہ آباد کروں گا۔ یہ کرواں گا۔ وہ کروں گا۔ شیخ چلی کی طرح ہوائی قلعے بناتا رہا۔ اتفاق سے وہاں کسی سادھو کا گذر ہوا۔ جو دوتارے پر یہ شبد گا رہا تھا ؎

بھجتا کیوں نا ہیں ست نام
آج کہے میں کال بھجوں گا کال کہے پھر کال
آج کال کے کرت ہی اوسر جاسی چال .... بھجتا........
پاؤ پلک کی سُدھ نہیں کرے کال کا ساج
کال اچانک مارسی جیوں تیتر کو باز .... بھجتا ....
پاؤ پلک تو دور ہے سو یہ کہا نہ جائے
نا جانوں کیا ہوئے گا پل کے چوتھے بھائے .... بھجتا....
ہم جانیں تھے کھائیں گے بہت زمیں بہو مال

جیوں کا تیوں ہی رہ گیا پکڑ لے گیا کال ...... بھجتا ....
اس دُنیا میں آئے کے چھاند دیئے تو انیٹھ
لینا ہو سو جلد لے اُٹھی جات ہے پینٹھ .... بھجتا ....

اس شبد کے سُنتے ہی ویراگ کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آیا۔ اور وہ آدمی جو منصوبہ بازیوں میں مشغول تھا۔ بے ہوش ہو گیا۔ دل دھڑکا اور مر گیا۔ گونگا (نارد) جو اشاروں میں باتیں کرتا تھا بے اختیار بول اُٹھا چیت چیت۔ چیت تو چیت ہے۔ اور تیرے چیت ہونے میں کوئی نہیں شک ہے۔ سمجھو۔ ست شریر اور چیت من ہے۔ جس قسم کے خیالات من میں بھردگے ویسے ہی بنتے جاؤ گے۔ اس لئے جہاں ست کا مطلب جسمانی سُکھ لینا اور دینا ہے وہاں چیت کا مطلب مانسک سُکھ لینا اور دینا ہے۔ ہر شخص اپنے خیالات کے مطابق آپ اپنی دُنیا بناتا ہے۔ اور دوسروں پر اُن کے اثرات چھوڑتا رہتا ہے۔ اس قصّے کے انسان نے خیالی عمارت بنائی۔ شبد سُنا۔ ویراگ آیا اور مر گیا۔ اور وہ بھی سادھو کے شبد کے ویراگ انگ کا نتیجہ تھا۔

کچھ سمے کے پشچات ایک استری تین بچوں کو لے کر مہابلی کے ہاں مہمان ہوئی۔ بچے اُس سے اس قدر مانوس تھے کہ ایک پل کی جُدائی کو بھی برداشت نہ کر سکتے تھے۔ اُس نے اپنی سرگذشت مہابلی کے روبرو گونگے (نارد) کو سُنائی۔ کہ وہ یاترا کر رہی تھی رات میں ایک مُردہ استری ملی جس کے تین نوزائیدہ بچے اس کی چھاتی سے لپٹے ہوئے تھے۔ وہ اُن کی پرورش کے نا اہل تھی۔ گذارہ کا کوئی بند و بست نہ تھا اور مدد کے لئے مہابلی کے پاس آ رہی تھی۔ تربلتا اور بھوک پیاس کے مارے

جان بچی ہوئی۔ میں نے اُن تینوں بچوں کو ہمراہ لیا۔ گھر پہنچی اور آج تک اپنے بچوں کی طرح اِن کی پرورش کی ہے۔ اس قصہ کو سن کر گونگے (نارد) نے قہقہہ لگایا اور کہا۔

آنند۔ آنند۔ آنند، تو آنند ہے۔ تیرے آنند ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

اے سنسار کے رہنے والو! مختلف مذاہب کے پابندو! تم ایشور پرست ہو۔ اور اپنے اپنے مذاہب کی تعلیم کے مطابق ارکان عبادت ادا کرتے ہو اور آستکتا کا اہنکار تمہارے دلوں پر حاوی ہے۔ میرے انبھو میں اصلی مذہب۔ صحیح دھرم اور بہتر عبادت انسان کی سچے ہردیہ سے شاریرک۔ مانسک سیوا ہے۔ مگر کا سیوا کا وہ روپ جو آج کل مروج ہے یا وہ مفہوم جو آجکل سمجھا جاتا ہے مفید ثابت نہیں ہو رہا ہے *Charity begins at home*

یاد رکھو سیوا کرنے کے لئے کسی سماج یا سوسائٹی کی ضرورت نہیں ہے ہر قسم کے تجربات کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ خانہ داری کا جیون گذارتے ہوئے اپنے متعلقین اور لواحقین۔ بیوی۔ بچوں۔ اور رشتہ داروں آدمی کی سیوا کرنا ہی اصلی سیوا اور ایشور بھگتی ہے۔ بشرطیکہ وہ سیوا نشکام بھاؤ اور سچے ہردیہ سے ہو۔ اور یہی وہ سچا اور عملی سبق ہے جو میں وسیع تجربات کے بعد آپ لوگوں کو دینا چاہتا ہوں۔

جس شخص کے دل میں اپنے گھر یا دیش کے سدھار کی تمنا ہے۔ مگر عملی زندگی میں خود خوش نہیں رہتا اور اپنے عزیزان سے سچا پریم نہیں رکھتا۔ لاکھ کوشش کرے اُس سے گھر یا دیش کا کوئی بھلا نہیں ہو سکتا۔

یہ صحیح اور سچی بات ہے۔ سکام پریم سب کرتے ہیں۔ وہ غرض اور موہ کا پریم ہوتا ہے۔ ہر حالت میں نشکام پریم کی ضرورت ہے۔

افسوس ہے کہ علمیت کی کمی کی وجہ سے میں اپنے بھاؤ کو بہتر الفاظ میں ادا نہیں کر سکتا۔ تاہم جو لفظ بھی مجھے ملتے ہیں۔ اُن کے سہارے یہ اشارہ دے سکتا ہوں کہ اصلی ست چت اور آنند کا مطلب صرف یہ ہے کہ اپنے آپ کو خوش۔ بے غم اور بے فکر رکھتے ہوئے جیون گذارو۔ اور دوسروں کو خوشی بے غمی اور بے فکری سے جینے دو۔ یہی اصلی مذہب اور سچا دھرم ہے اور یہی داتا دیال کی تعلیم کا نچوڑ ہے۔ بلکہ میں دعویٰ کے ساتھ کہنے کا حوصلہ کرتا ہوں کہ آج تک کے تمام کامل انسانوں کا یہی مدعا رہا ہے۔

مذہبی اُلجھنوں کو دور کرنے کی کوششوں کی بھی غرض و غایت یہی ہے کہ انسان کے اپنے توہمات اور وسوسات جو کہ اُس کے اپنے ہی غلط خیالات۔ غلط سمجھ یا اگیان کا نتیجہ ہیں دُور ہوں اور خوشی۔ بے غمی اور بے فکری کا جیون گذارے۔ اسی وجہ سے سنتوں اور فقیروں کے ہاں کسی کتاب کی اہمیت نہیں ہے بلکہ صرف کامل انسان اُسکی صحبت اور اُس کے بچن کو ہی مکھیتا دی گئی ہے۔

لوگ سوال کریں گے کہ شاستر کاروں نے انسان کی جسمانی، دِلی اور روحانی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے جو انیک طریقے بیان کئے ہیں کیا وہ کارگر نہیں ہیں۔ اگر ہیں تو اُن میں کون سا طریقہ افضل ہے۔؟ ۔ میں جواب دوں گا سب سے بہتر طریق کسی کامل انسان کا ست سنگ ہے۔ گو خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ مگر عامل بننا بہت کٹھن ہے۔ شاید اسی خیال سے سوامی جی نے کہا ہو۔ گورو کھوجو رہی جگت میں دُرلبھ رتن یہی۔

تم کہوگے ہم ست سنگی ہیں۔ ست سنگ کرتے ہیں۔ مگر حالت نہیں بدلتی۔ دوستو! عام ست سنگ اور چیز ہیں اور کامل انسان کا ست سنگ دوسری چیز ہے۔ کامل انسان *Master of law of nature* ہوتا ہے۔ یعنی وہ قدرت کی تمام شکتیوں کے گن۔ کرم اور سوبھاؤ کا بھیدی ہوتا ہے۔ اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو حضور معلےٰ و مقدس رائے سالگ رام صاحب نے سوامی جی کی سمادھ پر جو یہ الفاظ لکھے ہیں

Here lie the ashes of Master of Gods & men.

اُن کا اصلی بھاؤ بھی یہی رہا ہوگا۔ کہ اُن کی تعلیم جسمانی۔ دلی اور روحانی سُکھ کی دینے والی ہے۔

سنتوں کا ظہور کلجگ میں کسی خاص غرض کے لیے ہوتا ہے۔ اُس غرض کا مُکتی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ بلکہ اصلی غرض بھکتی کی ہوتی ہے۔ سوال ہوگا کس کی بھکتی؟ ست۔ چت۔ آنند۔ برہم سروپ کی بھگتی۔ اور کس کی بھگتی؟ ذات۔ اکال۔ (رام کی بھگتی۔ مگر وہ بھگتی دراصل چیز کیا ہے؟ میں نے اِس راز کے سمجھنے میں ساری زندگی لگائی ہے ؎

بھگتی سُنائی سب سے نیاری   وید کیتب نہ تاہی بچاری ....سوامی جی مہاراج

اور آج زندگی کے تمام مرحلوں کے عملی تجربات کے بعد زوردار الفاظ میں صدا دیتا ہوں کہ وہ بھگتی صرف یہ ہے کہ اِنسان اِس دُنیا میں خود خوشی۔ بےغمی اور بےفکری سے جیئے اور دوسروں کو جینے دے۔

جس طرح داتا دیال نے اپنا خیال بھگتی، گیان، اندر وچار کے آرٹیکل میں جس کو دیال نے شائع کیا ہے ظاہر کیا ہے کہ ست چت

اور آنند کیا ہے؟ نارد کو اِس مرتیُو لوک میں بھیجا گیا کہ سگُن رُوپ میں سچدانند کی اوستھاؤں کا تجربہ پراپت کرے۔ مہابلی نے اُس کو ٹھٹھرا ہوا پایا۔ ہمدردی پیدا ہوئی۔ گھر لایا۔ آگ سے سینک پہنچائی۔ اور خوشی دی۔ یہ ست پنا ہے۔ دوسری بات سادھو آیا۔ اکتارا بجایا۔ شبد گایا۔ ویراگ کی تصویر آنکھوں کے سامنے گھومنے لگی۔ اُس مہمان کو دھکا لگا۔ اور زندگی کی بے ثباتی کے خیال سے گھبرا کر مر گیا۔ یہ چیت پنا ہے۔ تیسری بات اُس اِستری نے تین بچّوں کو مُردہ ماں سے چمٹا ہوا پایا۔ گود میں اُٹھایا اور پریم کیا۔ یہ آنند ہے۔

منشی لال جی نے لکھا تھا۔ مجھے موکش کی ضرورت ہے۔ موکش کا خیال کیوں پیدا ہوتا ہے؟ سوچو۔ خیالی تعلّقات کے مضبوط ہونے کی وجہ سے جب اِنسان کے دُنیاوی کام پورے نہیں ہوتے۔ یا اسپھلتا کا مُنہ دیکھنا پڑتا ہے تو نتیجہ کے طور پر قدرتاً نراشتا یا اُداسینتا آتی ہے۔ اور اِنسان نادانستہ اُس کو دُور کرنے کے لیۓ مختلف قسم کے سادھن کرتا یا آشائیں باندھتا ہے۔ اِسی طرح شاریرک پرکرتی کے نربل ہونے سے جو اشانتی پیدا ہوتی ہے۔ اُس کو دُور کرنے کے لئے کبھی انیک پرکار کے علاج۔ سادھن یا بھگتی وغیرہ کا سہارا لیتا ہے۔ اور خارجی اثرات کا ستایا ہوا اِنسان دُنیا میں آواگون کے خیالات سے دُکھی ہو کر اِس سنسار میں آنا نہیں چاہتا۔ دراصل واپس نہ آنے کے لیۓ یا پراپتی موکش کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ وہ یہ کہ انسان اپنی ذات

کو سمجھے کہ وہ کیا ہے؟ اس کے متعلق میری جیونی کے پہلے دو تین صفحہ غور سے پڑھو۔ ذات کا علم حاصل کرنے کے لئے سادھن یا ابھیاس لازمی شرط ہے۔ اور ضرورت ہے کہ کسی کامل انسان کا ست سنگ کیا جائے۔ اور اُس کی ہدایت پر عمل کیا جائے منشی لال جی آپ موکش کے طالب ہیں۔ اصلی موکش اُس وقت حاصل ہوگی۔ جب موکش کا بھی خیال دل سے جاتا رہے گا۔ یہ الفاظ اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہہ رہا ہوں ؎

ہستی ہست پنے میں گم ہوئی پھر کیا رہا
نہیں رہا نہ وہ رہا جو رہا بس وہ رہا
مکت پرش سیوک نہیں ہے نہ بھگتی ہے نہ بندگی
پہلے بھی وہ تھا نہیں اور پھر بھی وہ نہیں رہا
گرہ بنی ذات میں تموج کے زیر اثر اس جگہ
انبھو جب ہوا تو میں اور تو کا کھیل جاتا رہا
موکش پہ جب آیا تو گیان دھیان کرم تمام ہوئے
ابھی کام قدرت نے ہے لینا جلدی کیوں کر رہا
موکش کی منزل میں نہ کوئی کرم دھرم اور لوک ہے
پھر نہ آیا لوٹ کر جس کو کہ یہ انبھو ہوا
عالم انبھو میں ہوں کون لکھا وے اب قلم
لکھنا لکھانا کہنا سننا سب یہاں ختم ہوا

آنکھ کھلی ہوش آیا۔ سامنے دوکان ہے۔ آٹا ہے۔ اور اُس کی فروخت۔

یہ کرم ہے۔ اس تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ اِس کرم اِستھل میں کرم کرنا لازمی ہے جب تک زندگی ہے کرم کرو۔ کرم کرو۔ کرم کرنے کی مجبوری ہے۔ اس لئے جو میں نے سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ :۔

بھگتی مکتی جوگ جگتی اِک بھرم تھا اگیان تھا   مایا نے مارا تھا بُری طرح حیران تھا پریشان تھا
مُرشد ملے جس نے نام دیکھا اور دکھائے سب مرحلے   وہاں ہی پھر آن پہنچا جہاں کہ اپنا استھان تھا
وہم بھرم سنشے مِٹ گئے اور سمجھ آئی اِک بات   پہلے بھی انسان تھا اور انت میں بھی انسان تھا
پہلے انسان ایسا تھا جو ہوتا خارجی اثرات سے متاثر   اب سمجھا جگت کے کھیل کو جو کہ فقط وہم انسان تھا

داتا دیال کا مُکتی کا مضمون صاف ہے۔ میرا خیال ہے اُنہوں نے لاہور کے قیام کے زمانہ میں لکھا تھا۔ مگر بعد ازاں جب تک چولہ رہا کام کرتے رہے۔ دھام بنایا اور لگا ڑا۔ غرضیکہ بہت کچھ کیا۔

جن سنتوں اور فقیروں نے مکتی کی تعلیم دی ہے اُن کے جیون کا مطالعہ کرو۔ اور اِس نتیجہ پر پہونچو گے کہ یہ مکتی جگتی وغیرہ اِنسان کا اپنا بھرم ہے۔ اُس کو کسی کامل اِنسان کے ست سنگ سے دُور کرو۔ جب تک زندگی ہے۔ کام کرو۔ جیو اور جینے دو۔

Live and let live is the real religion.

اصلی مذہب اور دھرم یہی ہے۔ جس کا دوسرا نام سنت مت ہے یا مذہب اِنسانیت ہے۔ اس تجربہ کی بنا پر ہی میں نے "انسان بنو" کی صدا دی ہے۔

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

دیال فقیر
فرستندہ بھگوان سنگھ شرما

اس لئے :۔

خوش رہو اور رہو خوشی کی زندگی   خوشدلی ہی ہے خدا کی بندگی
وشدلی کو کہتے ہیں زندہ دلی   جب نہیں رہتی ہے پھر مُردہ دِلی
ُردہ دِل ہرگز نہیں ہے حق پرست   وہ رہے گا پائے پست و تنگدست
یں ہوں خوش پیری میں میری ہے خوشی   مجھ کو آزادی، اسیری ہے خوشی
اغ میں رہتا ہوں ہنستا کھیلتا   میں نہیں دُکھ درد دُنیا جھیلتا
ل ہے گھوڑا منہ میں دو اُسکے لگام   روکو اور ہر وقت ہو اُسکی روک تھام
ہ نہ جانے پائے سوئے درد غم   پھر نہیں ہوگا تمہیں رنج والم
ام لو مالک کا خوش رہ کر مُدام   گر نہیں تو نام لو پھر صبح شام
اس سے حاصل ہوگی پھر اصلی خوشی   ہے اِسی میں زندگی کی بہتری
س یہی میرا تمہیں پیغام ہے   کہنا سُننا اور سب بے کام ہے

جس کے باعث

شدلی حاصل ہوئی اور مجھ کو اطمینان ہے   خوش ہمارا جسم دِل اور جان ہے
بتائیں کس طرح سے یہ خوشی حاصل ہوئی   پیر کے قدموں پہ جب سے سر کیا قربان ہے
ہے کچھ بھی کام سے لے اب نہیں کچھ بھی دریغ   اپنے بِن کا کام کیا یہ سب اُسی کی شان ہے
سبق آموز مجھ کو آپ ہی ہستی مری   ہے توجہ اُس طرف اور اُس طرف ہی کان ہے
زباں کہنے سے قاصر کیا کہے بیچے فقیر   جو دیا تو نے ترا مجھ پر بڑا احسان ہے
ٹا رہے ہیں دن خوشی سے کام بھی کرتا ہوں خو   آدمی جس کو سمجھتا تھا وہ اب انسان ہے
رم دستِ شفقت مجھ پہ لے پیرِ مُغاں   تیرے قدموں میں رہے خوشدل یہی ارمان ہے

منشی لال گوئل خوشدل آنریری مجسٹریٹ دیال کمپاؤنڈ علی گڑھ سٹی

R.S.

پرم سنت دیال پنڈت فقیر چند جی مہاراج کی کچھ اور تصانیف

نمبر	نام کتاب	قیمت
۱	مانو دھرم پرکاش اردو	۸عہ/
۲	حیاتِ نو 〃	۴/
۳	اِنسان نو 〃	۱۰/
۴	نیّرِ انور 〃	۸/
۵	آواگون یا رموزِ حیات 〃	۸/
۶	افشائے راز اور صدائے فقیر 〃	۵/
۷	Trueth by a True Faqir. انگریزی	۶/
۸	〃 Real Independence Booklet	۴/
۹	〃 Independence Day Leaflets.	۲/
۱۰	وشو شانتی ہندی	۳/
۱۱	منُشیہ بنو 〃	۱۰/
۱۲	فقیر کی جیونی 〃	۴/

ملنے کا پتہ

۱ شری منشی لال جی گوئل آنریری مجسٹریٹ
دیال کمپاؤنڈ۔ پیچ جاما جی علی گڑھ

۲ شری دیبی چرن جی وکیل مختار شیو بھون
شیو پوری۔ گاندھی نگر۔ علی گڑھ شہر

MAULANA AZAD LIBRARY A.M.U

ف۳۶ م د **DUE DATE** ۱۸۱۴۲

MAULANA AZAD LIBRARY A.M.U

MAULANA AZAD A.M.U

۲۷۸۹۵

ق ٣٦ م د ١٨١٤٢

فقیر حمید مال و دھوم

۲۷۸۶۵

DATE	NO.	DATE	NO.

١

٦٩ $\frac{١٢}{١}$

Mohd Idris Khan
Bindery M. A. Library
A. M. U., Aligarh.
Dated.....................